Regd. No. P. 67

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۱ جنوری (بوقت نو بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ

"حضور کو کل کچھ اعصابی بے چینی کی تکلیف رہی - اس وقت طبیعت اچھی ہے"

احباب جماعت حضور انور کی شفائے کامل و عاجل اور درازی عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں - اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے آمین

محترمہ سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ (بیگم محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب) کی طبیعت گردے کی تکلیف کے باعث ناساز چلی آ رہی ہے - احباب جماعت سیدہ موصوفہ کی کامل شفایابی کیلئے دعا فرمائیں

قادیان ۱۹ جنوری محترم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شرکت اور پاکستان میں اپنے رشتہ داروں سے ملاقات کے بعد دورہ کیلئے یہاں آئے اور آج سہ پہر مدراس کیلئے روانہ ہو گئے

قادیان ۲۴ جنوری - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں - فالحمد للہ -

جماعتِ احمدیہ خانپور ملکی (بہار) کی طرف سے

آنریبل چیف جسٹس آف انڈیا کی خدمت میں قرآن کریم انگریزی اور دیگر اسلامی لٹریچر کی پیشکش

(از مکرم سیکرٹری صاحب مجلس خدام الاحمدیہ خانپور ملکی بتوسط نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان)

تارا پور ۲۷ دسمبر آج مقامی کالج میں منعقدہ تقسیم انعامات کی تقریب کے موقعہ پر جماعت احمدیہ خانپور ملکی کی طرف سے چیف جسٹس آف انڈیا آنریبل ڈاکٹر بھونیشور پرشاد کی خدمت میں قرآن کریم انگریزی اور دیگر اسلامی کتب کا تحفہ پیش کیا گیا - آنریبل موصوف تارا پور کے باشندگان کی دعوت پر یہاں تشریف لائے تھے اور آج ہی مقامی کالج آدرش ودیالیہ کی طرف سے تقسیم انعامات کی تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا - استقبالیہ کمیٹی کی طرف سے علاقہ کے بہت سے معززین کو دعوت نامے بھیجے گئے تھے - چنانچہ جماعت احمدیہ خانپور ملکی کے حسب ذیل احباب بھی تقریب میں مدعو تھے :-

۱- جناب محمد عاشق حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ و ممبر کانگریس کمیٹی

۲- جناب ایس محمود الحسن صاحب منڈل کانگریس کمیٹی تارا پور و سیکرٹری تھانہ کانگرس کمیٹی تارا پور

۳- جناب مولوی اصغر حسین صاحب سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ و ہیڈ ٹیچر غازی پور سکول

۴- مکرم جناب مولوی عبید الرحمٰن صاحب فانی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم غازی پور

اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت احمدیہ خانپور ملکی کی طرف سے آنریبل موصوف کی خدمت میں قرآن کریم کا ہدیہ اور دیگر اسلامی کتب پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا - چنانچہ منتظمین تقریب شریمان ڈاکٹر امودر پرشاد چودھری ایم بی بی ایس و شریمان جے منگل سنگھ جی شاستری سے جب اس قسم کی درخواست کی تو موصوفین نے بڑی خوشی سے وقت دئے جانے کا وعدہ فرمایا -

حسب پروگرام آنریبل چیف جسٹس دس بجے بذریعہ کار تشریف لائے - اہالیانِ تارا پور نے آپ کے شایانِ شان استقبال کیا اور بارہ بجے دوپہر جلسہ تقسیم انعامات زیرِ صدارت جناب بابو نند کمار سنگھ سابق صدر پراونشل کانگرس کمیٹی شروع ہوا - سکول - کالج اور پنچایت پریشد کی طرف سے ایڈریس پیش کیا گیا - بعض دیگر مقررین نے تقاریر کیں - آنریبل چیف جسٹس نے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے تارا پور کے لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور بعض ضروری امور کی طرف توجہ دلائی -

ازاں بعد جماعت احمدیہ خانپور ملکی کو اپنی پیشکش کے لئے وقت دیا گیا - چنانچہ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مکرم مولوی عبید الرحمٰن صاحب فانی نے سٹیج پر پہنچ کر چیف جسٹس سے مصافحہ کیا اور تشہد تعوذ اور سنسکرت کے دعائیہ شلوک پڑھنے کے بعد مختصر طور پر ایڈریس پیش کیا اور کہا

ہم جملہ ممبرانِ جماعت احمدیہ خانپور ملکی آپ کی اس مقام پر تشریف آوری کے موقعہ پر پُر جوش خیر مقدم کرتے ہیں - آں محترم کو غالباً اس بات کا علم ہے کہ وہ مقدس جماعت جس کے ممبر ہونے کا ہمیں فخر حاصل ہے اس کے مقدس بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی جنم بھومی بھی بھارت ہی میں صوبہ پنجاب کے قصبہ قادیان ضلع گورداسپور میں واقع ہے - جہاں سے آپ نے امن و شانتی کا پیغام ساری دنیا کو دیا اور اس روح پرور پیغام کی اشاعت و تبلیغ آج روئے زمین کے قریباً ہر ملک میں قائم شدہ احمدیہ مشنز کے ذریعہ باقاعدگی سے ہو رہی ہے -

احمدیہ جماعت ایک روحانی جماعت ہے اس لئے ہم ممبرانِ جماعتِ احمدیہ خانپور ملکی اس وقت آپ کی خدمت میں اسی قسم کا ایک روحانی تحفہ بعض ضروری کتب کی صورت میں پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں - ان میں پہلے نمبر پر دی ہولی قرآن - دوسرے نمبر پر لائف آف محمدؐ - اسی طرح دی ٹیچنگز آف اسلام - احمدیت یعنی حقیقی اسلام وغیرہ کتب ہیں - ہم آپ سے مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں کہ ازراہِ کرم آپ ان کتب کو مطالعہ فرما کر ہم سب ممبران کو شکریہ کا موقعہ دیں -

اس طرح کی مختصر تقریر کے بعد مکرم مولوی صاحب موصوف نے نائیلون کے ایک رومال میں لپٹے ہوئے قرآن کریم انگریزی و دیگر کتب کا روحانی ہدیہ نہایت ادب کے ساتھ آنریبل چیف جسٹس کی خدمت میں پیش کیا جسے موصوف نے بڑے احترام کے ساتھ کھڑے ہو کر مسکراتے چہرہ کے ساتھ قبول فرمایا - اور اسی وقت کھڑے کھڑے تھوڑی دیر تک ملاحظہ و مطالعہ فرماتے رہے -

تحفہ قبول کر لینے کے بعد معزز مہمان نے مولوی صاحب موصوف سے دوبارہ مصافحہ کیا اور تحفہ دینے پر شکریہ ادا کیا - مجمع نے خوشی سے تالیاں بجائیں فوٹو گرافروں نے فوٹو لئے اور اخبارات کے نامہ نگاروں نے جلسہ کے ضروری کوائف کے ساتھ اس پیشکش کا خصوصیت سے رپورٹ میں ذکر کیا -!

حسب پروگرام جلسہ کی بقیہ کارروائی کی تکمیل کے سلسلہ میں معزز مہمان نے اپنے ہاتھ سے انعامات تقسیم کئے - اور ہر لحاظ سے یہ پُر رونق تقریب چار بجے اختتام پذیر ہوئی

اس تقریب میں شمولیت اور معزز مہمان کی تقریر سننے کے لئے آدرش ودیالیہ کے وسیع میدان میں پندرہ ہزار کے قریب مجمع تھا جس میں مونگیر ضلع اور بھاگلپور کمشنری کے اعلیٰ سرکاری و غیر سرکاری افسران اور رؤسائے علاقہ خاصی تعداد میں تشریف فرما تھے - کہا جاتا ہے کہ تارا پور کی تاریخ میں اتنا بڑا اجتماع اور ایسا شاندار استقبال آج تک کسی لیڈر کا نہیں ہوا -

تقریب کے اختتام پر اردو، ہندی، انگریزی، گورمکھی، بنگالی زبانوں کا احمدیہ لٹریچر خاصی تعداد میں تقسیم کیا گیا - اس سلسلہ میں جماعت کے جملہ خدام و اطفال نے خوب مستعدی سے کام لیا - اس وقت لٹریچر کی مانگ اتنی زیادہ ہوئی کہ باوجود کافی لٹریچر موجود ہونے کے افسوس ہے کہ ہم سب کی خواہش پوری نہ کر سکے -

آخر میں اس بات کا بیان کرنا بھی دلچسپی کا موجب ہوگا کہ ملک کی تعمیر نو اور اسکے ترقیاتی منصوبوں کے تحت قصبہ تارا پور تیزی سے ترقی کر رہا ہے اور علاقہ میں روز بروز اسکی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے - آنریبل چیف جسٹس کا بھی تارا پور سے گہرا تعلق قائم ہو گیا ہے یعنی آپ کی صاحبزادی کی شادی تارا پور کے معزز و سرکردہ کانگریسی لیڈر شری جے منگل سنگھ شاستری سابق چیئرمین ڈسٹرکٹ بورڈ ممبر و وائس پریذیڈنٹ ضلع کانگرس کے صاحبزادے سے ہوئی ہے جو انجینئرنگ کے معزز عہدہ پر فائز ہیں -

خدا کے فضل سے یہاں کی جماعت کے تعلقات علاقہ کے معززین اور افسران سے دوستانہ اور خوشگوار ہیں اور احمدیت کے بارہ میں کافی دلچسپی پائی جاتی ہے احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان مساعی میں برکت دے آمین -

خاکسار بشیر بن محمود حسانیاں سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ خانپور ملکی (بہار)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا

ہفت روزہ بدر قادیان ۲۶ر جنوری ۱۹۶۱ء

۲۶ر جنوری ——— یومِ جمہوریت

غیر ملکی حکمرانوں سے آزادی حاصل کرنے کے بعد ہمارے ملک نے جس نظام حکومت کو پسند کیا اسے "نظام جمہوریت" یا "لوک راج" کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ جیسا کہ ان الفاظ ہی سے اس کی کسی قدر تشریح سامنے آجاتی ہے کہ ملک میں عوام کی خاطر' عوام کے ذریعہ' عوام کی حکومت کا قیام —— اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت کا نظام چلانے کے لئے کچھ منتخب نمائندوں کی ضرورت ہے اور ہر پانچ سال کے بعد ہمارے ملک میں ایسے انتخابات عمل میں آتے ہیں اور ہم میں سے ہر بالغ مرد اور عورت اپنے ووٹ کے استعمال میں پورے طور پر آزاد ہوتا ہے مگر ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے فقط ووٹ دے دینا ہی کافی نہیں بلکہ جب تک ملک کا ایک ایک باشندہ ملک کی سربلندی کے لئے خاص محنت اور جانفشانی سے کام نہ لے اور باہمی اتحاد و یگانگت سے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون نہ کرے ملک کی تعمیر نو اور اس کا جلد از جلد ترقی یافتہ ممالک کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہو جانا ناممکن سی بات ہے۔ پس ۲۶ر جنوری کو منائی جانے والی تقریب ہمیں یاد دلاتی ہے یعنی ہر بھارت واسی کو یاد دلاتی ہے کہ وہ اپنے دائرہ عمل میں اس کے لئے کچھ کرے اور وطن پرستی کی بجائے وطن سیوا کو اپنا شعار بنائے —— !!

اس میں کوئی شک نہیں کہ آزادی کے ان ۱۴ سالوں میں ملک کی تعمیر نو میں فی الجملہ بہت کچھ پیش رفت ہوئی ہے۔ مگر ملکی ترقی کے لئے ایک وسیع میدان پڑا ہے جو انتھک محنت اور لگاتار کوشش کا متقاضی ہے۔ اگرچہ ۱۴ سال کا عرصہ قومی ترقی کے لحاظ سے کچھ زیادہ مدت نہیں۔ اور یہ خوشی کی بات ہے کہ اس اعتبار سے ہمارے ملک نے بہت کچھ آگے قدم بڑھایا ہے۔ مگر انفرادی حیثیت سے یہ مدت کافی بڑی ہے کیونکہ آزادئ وطن کے وقت جو ابھی بچہ تھا وہ جوان ہو چکا ہے۔ اور کافی سوجھ بوجھ کا مالک بن چکا ہے۔ اور اگلے چند برسوں میں ملک کا بوجھ اس کے کندھوں پر پڑنے والا ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ کیا اس نئی پود کو اس قابل بنا دیا گیا ہے کہ وہ اپنے پیشروؤں کی صحیح جانشین بن سکے یا ان میں ذمہ داری کا احساس ایسے ہی موجود ہے جیسے پہلے لوگوں میں تھا۔ اور کیا وہ اسی قسم کی قربانیاں کھیلنے تیار ہے جو پہلوں نے کیں۔ اور ملک کو آزاد کروا کر تعمیر نو کی شاہراہ پر ڈال دیا ——؟!

یہ وہ چند سوالات ہیں جن کا جواب دینے کے لئے ہم میں سے ہر شخص کو یومِ جمہوریت کے موقعہ پر تیار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ آزادئ وطن کے بعد ہر سال آنے والا یومِ جمہوریت جہاں باشندگانِ وطن کے لئے خوشی اور مسرت کا پیغام لاتا ہے وہاں تمام محبانِ وطن سے جمہوری قدروں کو برقرار رکھنے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے۔ اس لئے آئیے ہم سب اس یادگاری دن میں اس بات کا عہد کریں کہ ہم حقیقی معنوں میں وطن کے خدمتگزار بنیں گے۔ اور ہمہ جہتی جدوجہد سے ملک کی ترقی اور سربلندی کی کوششوں میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔ چاہیئے کہ ملک کا کسان خوب محنت کر کے ملک کے غذائی مسئلہ کے حل کرنے کی کوشش کرے۔ اور ہر صنعت کار اپنی دیانتدارانہ محنت سے صنعت و حرفت میں ملک کی شان کو چار چاند لگائے۔ اور ہر نوخیز طالب علم مختلف علوم و فنون میں گوئے سبقت لے جا کر اپنے ملک کا نام روشن کرے۔ اور اس طرح ملی جلی کوششوں سے ہمارا ملک صحیح معنوں میں جمہوری ملک کہلائے۔ اور ہم سب اس کے شیریں ثمرات سے وافر حصہ پائیں !!

صحیح طریقِ علاج

اخبار پرتاپ جالندھر نے اپنی ایک حالیہ اشاعت میں اخبار الجمعیۃ دہلی کے ایک ایڈیٹوریل نوٹ کے حوالہ سے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ قومی اتحاد۔ ملک کی یکجہتی کے لئے اور فرقہ واریت کے انسداد کے لئے جمعیۃ العلماء شہر بھڑائچ نے ایک یہ تجویز پیش کی ہے کہ کتاب ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کو قانوناً ناجائز قرار دیا جائے اور اس کی اشاعت پر پابندی لگا دی جائے۔ اس پر الجمعیۃ کا مشورہ ہے کہ حکومت سے کوئی مطالبہ نہ کیا جائے بلکہ خود آریہ سماج کے انصاف سے اپیل کی جائے کہ وہ تمام ابواب نکال دے جن میں ہندو دھرم' عیسائیت اور اسلام پر نازیبا اور غیر مہذب الفاظ میں تنقید کی گئی ہے۔ اور جن سے ہندو مسلمانوں میں سخت منافرت پیدا ہوتی ہے —— یا پھر اس حصہ کے لب و لہجہ کو بدل دے۔ تاکہ وہ مسلمانوں اور عیسائیوں کی دلآزاری کا موجب نہ ہو لیکن —— "اگر آریہ سماج کو یہ مشورہ بھی قبول نہ ہو تو اس کا علاج یہی ہو سکتا ہے کہ مسلمان بھی ایک ہندو نومسلم کی کتاب تحفۃ الہند کو وسیع پیمانہ پر شائع کریں .... اور پھر پوچھیں کہ آریہ سماج کا ضمیر کیا کہتا ہے" (الجمعیۃ ۱۸ 1/61)

اس پر اخبار پرتاپ جالندھر نے مذکورہ بالا نوٹ میں "ایک نئی شرارت" کے عنوان سے ان باتوں کا سخت نوٹس لیا ہے جس میں اول تو ستیارتھ پرکاش کی ضبطی کو خارج از بحث قرار دیتے ہوئے صاف لکھا ہے کہ "جو کتاب انگریز کے عہد میں ضبط نہ کی جا سکی وہ اب کیا ضبط کی جا سکے گی۔" دوسرے نمبر پر رد و بدل کی صورت کو مصنف کی اجازت کے بغیر ناممکن العمل قرار دیا ہے۔ تیسرے نمبر پر مسلمانوں کی طرف سے تحفۃ الہند کی اشاعت کے جواب میں پرتاپ لکھتا ہے کہ —— "اگر شرارت کو شرارت کا جواب شرارت سے ہی دینا ہو گا تو وہ بھی رنگیلا رسول چھاپ کر بانٹ دیں گے! اس پر مسلمان انگاروں پر لوٹنے لگیں گے" (پرتاپ ۲۰ 1/61)

یہ ہے دونوں روزناموں کے سوال و جواب کا خلاصہ۔ اگرچہ یہ خلاصہ کسی قدر لمبا ہی ہے مگر جو بات اس وقت ہم اپنے قارئین کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں اس کے لئے ضروری تھا کہ طرفین کی باتوں کا ضروری خلاصہ بیان کر دیا جاتا۔

جہاں تک ہمارے ملک میں فرقہ واریت کے جراثیم کا تعلق ہے ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ باوجود ملک میں سیکولر نظام حکومت کے رائج ہو جانے کے ایسے مہلک جراثیم کے تقا اور ان کی افزائش میں کسی طرح کمی نہیں آئی۔ بد قسمتی کی بات ہے کہ اس ملک کی اکثریت کو اقلیت کے جذبات و احساسات کی پاسداری سے کہیں زیادہ فکر اپنے جذبات و احساسات کے تحفظ اور اکثریت کے ہمہ جہتی تفوق کو منوانے کا ہے۔ اس لئے کسی ایسی تجویز کو زیر غور لانا جن کا ذکر اوپر ہوا قطعی طور پر بے سود بلکہ دور اندیشی کے منافی ہے۔

ہمارے نزدیک موجودہ حالات کے اندر ستیارتھ پرکاش وغیرہ قسم کی دلآزار کتابوں کی ضبطی کا معاملہ اٹھانا تجربہ شدہ بات کو پھر سے تجربہ کی کسوٹی پر لانے کے مترادف ہے ماسوا اس کے کسی ایسی کتاب یا اس کے کسی حصہ کی ضبطی کے لئے حکومت سے درخواست کرنا گویا یہ ظاہر کرنا ہے کہ آپ کے پاس تردیدی دلائل کا ذخیرہ نہیں ہے۔ ورنہ جس صورت میں کہ ملک میں سیکولر نظام حکومت رائج ہے اور ستیارتھ پرکاش جیسی کتابیں دھڑا دھڑ چھپ رہی ہیں جن پر حکومت وقت از خود توجہ دینا مناسب نہیں سمجھتی تو کیا مسلمانوں کو ان غلط فہمیوں کے ازالہ اور غلط نگارشات کی معقول تردید سے کسی نے روکا ہوا ہے؟ ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد موجود ہے ان میں اچھے خاصے پڑھے لکھے اور متمول اور صاحب قلم بھی ہیں۔ اگر ان میں دینی غیرت ہے اور وہ اسلام کی کچھ خدمت کرنا چاہتے ہیں تو آریہ سماجیوں یا دوسرے غیر مسلموں سے الجھے بغیر رائج الوقت قانون کے اندر رہتے ہوئے اپنے طور پر کیوں نہیں اس کا مدلل جواب لکھتے؟ ان کا فرض ہے کہ مختلف عنوانات کے تحت جدید قسم کا اسلامی لٹریچر مختلف زبانوں میں ملک میں پھیلا دیں سیرت نبوی پر کتابیں لکھیں۔ اسلام پر کئے گئے اعتراضات کے معقول اور مدلل جواب تیار کریں۔ اور پھر ان تمام افراد تک پہنچانے کی کوشش کریں جن کے دماغوں کو غلط طور پر اسلام کے خلاف مسموم کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں زبانی طور پر جمعیۃ العلماء کی تمام شاخیں میدانِ عمل میں آئیں اور ان کے عہدیدار معقول رنگ میں اسلام کا دفاع کریں ایسا کرنے سے یقیناً ملک و ملت کی ایک بڑی خدمت ہو گی۔ !

جہاں تک اتحادِ ملکی کے قیام یا فرقہ واریت کے انسداد کا تعلق ہے اسے ایک اور انداز سے بڑے مفید طریق پر پیش کیا جا سکتا ہے ہمیں کبھی اس حقیقت کو نہ بھولنا چاہیئے کہ نفرت سے ہمیشہ نفرت پیدا ہوتی ہے اور محبت سے محبت کی راہ نکلتی ہے (باقی صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

نئے سال میں ہمارے عزائم

بھارت کی جماعتیں خصوصی توجہ کیساتھ یہ خاص دن منائیں

نیا سال نئی امیدوں اور نئی امنگوں کے ساتھ شروع ہو چکا ہے۔ زندہ اور ترقی کرنے والی قومیں زندگی کے ہر موڑ پر اپنی مساعی اور ان کے نتائج کا جائزہ لیتی ہیں۔ اور ماضی کی خامیوں اور کمزوریوں سے سبق حاصل کرتے ہوئے آئندہ کے لئے لائحہ عمل مرتب کرتی' پلان اور منصوبے بناتی ہیں۔ اور بعض خاص مواقع پر یہ جائزہ بھی لیتی ہیں کہ کام پروگرام کے مطابق ہوا یا نہیں۔ اور اپنے اوپر خود تنقید کر کے اپنی خامیوں کو دور کرتی ہیں۔

احمدیت کے طویل ترتیباتی منصوبے پر ایک اور نیا سال آیا ہے۔ ترقی کی اس منزل میں ہمیں بعض مقامات پر رک کر یہ جائزہ لینا ہے کہ ہماری رفتار کیا ہے۔ بعض خاص ایام جو منائے جاتے ہیں یا جلسوں کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں ان کی بھی سب سے بڑی غرض یہی ہوتی ہے اسی نکتہ کو ملحوظ رکھ کر ہم ہر سال عید الاضحی مناتے ہیں اور دینی قربانیوں کیلئے اپنے آپ کو تیار کرتے ہیں ورنہ ذبیح اللہ کی قربانی کی یاد تازہ کرنے کے کوئی معنی نہیں۔

پس ہمیں بھی اس نئے سال کا خیر مقدم اس طرح کرنا چاہیئے کہ ہم اپنے اعمال و کردار کا جائزہ بعض خاص ایام میں لیں۔ اور ان مواقع پر دیکھیں کہ ہمارا قدم کتنا آگے بڑھا ہے۔ سو جملہ جماعتوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس سال ذیل کے پروگرام کے مطابق ایام منانے کا انتظام کریں:

۱- یومِ مصلح موعود ۲۰ر فروری ۲- یومِ مسیح موعودؑ ۲۳ر مارچ ۳- یومِ پیشوایانِ مذاہب اپریل کے پہلے یا دوسرے اتوار کو ۴- یومِ خلافت ۲۷ر مئی کو ۵- یومِ تبلیغ اکتوبر میں کسی اتوار کو

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مخلصین جماعت سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایمان افروز خطاب

ہمیشہ تقوےٰ اور صلاحیت کی روح اپنے اندر قائم کرنے کی کوشش کرو

اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

فرمودہ ۱۲؍اپریل ۱۹۴۶ء بمقام قادیان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مجلس مشاورت ۱۹۴۶ء میں نمایندگان جماعت ہائے احمدیہ سے جو الوداعی خطاب فرمایا تھا اس کا ابتدائی حصہ احباب کی خدمت میں پہلی مرتبہ پیش کیا جا رہا ہے۔ حضور کی یہ غیر مطبوعہ تقریر مکرم مولانا محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل انچارج شعبہ زود نویسی نے اپنی ذمہ داری پر اخبار بدر میں اشاعت کے لئے ارسال فرمائی ہے امید ہے کہ احباب حضور کے اس ایمان افروز خطاب کو خاص توجہ کے ساتھ پڑھیں گے اور اس میں بیان فرمودہ نصائح پر عمل پیرا ہونے کی ہر ممکن کوشش کریں گے وباللہ التوفیق (ادارہ)

فرمایا:- اب چونکہ شوریٰ کی کارروائی ختم ہو چکی ہے اس لئے میں الوداعی طور پر دوستوں سے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔

یہ امر یاد رکھو کہ دینی کام ہوں یا دنیوی وہ تقویٰ اور صلاحیت کی روح پر ہی چل سکتے ہیں۔ پس ہمیں قواعد اور ضوابط سے زیادہ تقوےٰ اور صلاحیت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دفعہ کچھ اشعار لکھ رہے تھے کہ آپ نے ایک شعر کا پہلا مصرع یہ لکھا ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے

اس پر معاً اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کا دوسرا مصرع آپ پر الہاماً نازل ہوا کہ ؎

اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

پس جب تک تم میں تقوےٰ باقی رہے گا تمہیں کوئی زوال نہیں آسکتا۔ قواعد چاہے غلط ہوں یا صحیح ہوں، درست ہوں یا نادرست ہوں تمہیں تمام مشکلات اور مصائب میں سے تقوےٰ نکال کر لے جائیگا۔ لیکن جب تقوےٰ باقی نہ رہے تو قوانین اور ضوابط کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ حجت اور دلیل بازی تو انسان کو اس حد تک لے جاتی ہے کہ کہنے والوں نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ موسیٰؑ کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ ابراہیمؑ ایک خیالی وجود ہے کرشن اور رامچندر قصوں اور کہانیوں کے ہیرو ہیں۔ عیسیٰؑ کی ذات محض ایک واہمہ ہے اور کہنے والوں نے تو یہاں تک کہا ہے کہ کائنات کا وجود محض ایک خیالی اور وہم ہے۔ اور تمام دنیا صرف وہموں کا شکار ہو رہی ہے پس اگر ہم خیالات پر چلیں۔ تقوےٰ اور صلاحیت کی روح اڑ جائے تو انسان کا واہمہ اسے کہیں کا کہیں لے جاتا ہے

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اپنے ایک عزیز کے متعلق سنایا کرتے تھے کہ انہیں ایک دفعہ پیٹ میں تکلیف ہوئی اور وہ میرے پاس مشورہ کے لئے آئے میں نے انہیں کہا آپ ذرا لیٹ جائیں تاکہ میں ٹٹول کر اندازہ لگا سکوں کہ درد کس مقام پر ہے وہ لیٹ گئے اور میں نے انگلیوں سے ان کے پیٹ کو دبایا۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ ان کے جگر کی کیا کیفیت ہے۔ معدہ اور امعاء کا کیا حال ہے مگر ابھی میں نے دبایا ہی تھا کہ وہ ہا ہا کرکے شور مچاتے ہوئے اٹھ بیٹھے اور کود کر پرے چلے گئے۔ میں نے کہا کیا ہوا۔ میں تو پیٹ دیکھنے لگا تھا اور آپ شور مچا کر بھاگ پڑے۔ وہ کہنے لگے مولوی صاحب آپ نے تو غضب کر دیا آپ کا دماغ بہت مضبوط ہے اور آپ کی توجہ میں بھی بڑی طاقت ہے۔ اگر میرے پیٹ کو دباتے وقت آپ کی توجہ اس طرف مرکوز ہو جاتی کہ انگلیاں پیٹ میں گھس گئی ہیں۔ تو کیسا غضب ہوتا۔ میرا پیٹ پھٹ جاتا۔ اور انتڑیاں باہر نکل آتیں۔ اب دیکھو انسان کا وہم کہاں سے کہاں لے جاتا ہے۔ ان کا وہم اس طرف چلا گیا۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ چونکہ مضبوط دماغ کے آدمی ہیں اور ان کی توجہ بڑی زبردست ہے اگر پیٹ دباتے وقت ان کا خیال ادھر چلا گیا کہ میری انگلیاں پیٹ میں گھس گئی ہیں تو واقعہ میں ان کی انگلیاں پیٹ میں گھس جائیں گی۔ اور میرا پیٹ پھٹ جائیگا۔ چنانچہ وہ فوراً شور مچاتے ہوئے الگ ہو گئے۔ تو انسانی خیالات اور افکار جب مقررہ حدود سے نکل جاتے ہیں تو اس وقت وہ وہمیوں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے اور اس کے کسی کام میں بھی برکت نہیں رہتی۔ وہ چیز جسے عام طور پر دنیا میں عقل عامہ کہا جاتا ہے شریعت میں وہ اپنی خصوصیت کے لحاظ سے تقویٰ کہلاتی ہے۔ جب دنیوی معاملات میں وہ چیز جاتی رہے جسے عقل عامہ کہتے ہیں یا شرعی امور میں انسان تقوےٰ کے دائرہ سے نکل جائے تو کوئی قانون اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ پس انسان کو ہمیشہ اپنے کاموں کی بنیاد تقوےٰ پر رکھنی چاہیئے۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ وہ اسے صحیح راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نماز میں جو ہم کو

اِہْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا

سکھلائی گئی ہے اس کے جہاں مختلف مواقع پر مختلف معانی ہوتے ہیں وہاں اس کے ایک مستقل معنے بھی ہیں۔ ایک غیر مسلم کے لئے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا مجھے سچا مذہب دکھا دے۔ اور ایک مسلمان کے لئے جب کہ اسلام بگڑ چکا ہو اہدنا الصراط المستقیم کے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالےٰ اسلام کو دوبارہ دنیا میں قائم کر دے۔ گویا اس دعا کا ایک مفہوم صرف ان لوگوں سے تعلق رکھتا ہے جو مسلمان نہیں اور دوسرا مفہوم ان لوگوں سے تعلق رکھتا ہے جو مسلمانوں کے گھر میں اس وقت پیدا ہوں جب اسلام میں تفرقہ اور شقاق پیدا ہو چکا ہو۔ اور مسلمانوں میں روحانیت سے دوری واقع ہو چکی ہو۔ مگر اہدنا الصراط المستقیم کے ایک اور معنی بھی ہیں جو ہمیشہ قائم رہتے ہیں اور ہر حالت میں ہر انسان کے کام آسکتے ہیں اور وہ معنی یہ ہیں کہ خدا ہمیں اپنے کاموں میں تقویٰ سے کام لینے کی توفیق عطا فرمائے ہم لفظی موشگافیوں اور خیالات اور اوہام یا ذاتی رنجشوں اور فسادوں اور جھگڑوں کے پیچھے چل کر جماعت کے اندر فساد پیدا کرنے والے نہ ہوں۔ گھروں کے اندر فساد پیدا کرنے والے نہ ہوں قبائل کے اندر فساد پیدا کرنے والے نہ ہوں۔ اور نظام کے اندر فساد پیدا کرنے والے نہ ہوں۔

اور یہ خطرہ ایسا ہے جس میں انسان ہر وقت گھرا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پانچوں نمازوں میں اور پھر ہر نماز کی ہر رکعت میں اھدنا الصراط المستقیم کی دعا سکھلائی گئی ہے۔ چونکہ رات اور دن انسان نے ایسے کام کرنے تھے جو تقوےٰ سے خالی ہونے کی وجہ سے لوگوں کے لئے تباہی کا باعث بن سکتے تھے۔ اور چونکہ بعض دفعہ چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی انسان کو کہیں کا کہیں لے جاتی ہے اسلئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہر نماز میں اور نماز کی ہر رکعت میں یہ دعا مانگنے کی ہدایت کی گئی کہ اھدنا الصراط المستقیم۔

پرانے زمانے کا ایک واقعہ مشہور ہے جس پر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ بڑا زور دیا کرتے تھے اور بار بار اس واقعہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے میں تو سمجھتا ہوں شاید وہ کہانی ہی ہو مگر کہانیاں بھی بہت بڑے نکات کی طرف انسانی دماغ کو متوجہ کر دیا کرتی ہیں آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ

بغداد کی تباہی کا موجب

ایک بہت ہی چھوٹی سی بات تھی۔ ایک دفعہ دو بدمعاش بازار میں سے گذرے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک دکان پر کباب بک رہے ہیں۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کباب کھانے کو بہت دل چاہتا ہے۔ مگر جیب میں کوئی پیسہ نہیں۔ کوئی ایسی ترکیب نکالیں جس سے مفت کباب کھا سکیں۔ دوسرے نے کہا اس میں کونسی مشکل بات ہے آؤ ہم آپس میں لڑ پڑیں۔ میں تمہیں مارنے لگ جاتا ہوں تم مجھے مارنے لگ جاؤ شور سن کر لوگ اکٹھے ہو جائیں گے کچھ میری طرف ہو جائیں گے۔ اور کچھ تمہاری طرف۔ جب اس طرح بہت سے لوگ آپس میں گتھم گتھا ہو جائیں گے تو

ہم چپکے سے کھسک کر کباب والے کی دوکان پر چلے جائیں گے۔ اور کباب کھالیں گے چنانچہ اس تجویز کے مطابق انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم میں سے ایک شیعہ بن جائے اور دوسرا سنی۔ اور آپس میں لڑ پڑیں۔ اس سکیم کے مطابق وہ کباب والے کی دوکان کے سامنے کھڑے ہوگئے اور انہوں نے آپس میں لڑنا شروع کردیا ایک نے دوسرے کا گلا پکڑلیا کہ تم ابوبکرؓ اور عمرؓ کے متعلق یہ بات کرتے ہو۔ دوسرے نے کہا تم پنجتن کے متعلق ایسی بات کہتے ہو۔ جب دونوں آپس میں لڑنے لگے تو کچھ سنی آئے جنہوں نے سنی کی تائید شروع کردی۔ کچھ شیعہ آگئے جنہوں نے شیعہ کی تائید شروع کردی اور آپس میں گالی گلوچ ہونے لگی۔ گالی گلوچ سے بڑھتے بڑھتے ہاتھا پائی تک نوبت پہنچی۔ کباب والے نے یہ نظارہ دیکھا تو وہ بھی دوڑتا ہوا آیا اور اس لڑائی میں شامل ہوگیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ

کباب کی دوکان

خالی ہے تو وہ دونو وہاں سے کھسکے اور انہوں نے [illegible] کباب کھانے شروع کردئے۔ باقی لوگ تو [illegible] اور خلفاء کے لئے لڑتے رہے اور ادھر کباب [illegible] ہے۔ اسی دوران میں ایک [illegible] اور اتفاق ایسا ہوا کہ جو شخص [illegible] سنی تھا۔ بغداد میں سنیوں [illegible] انہیں معلوم ہوا کہ ہمارا ایک سنی [illegible] شیعوں نے مار ڈالا ہے تو [illegible] شیعوں کو مارنا شروع کردیا۔ وزیر [illegible] شیعہ تھا اسے یہ خبر سن کر سخت دکھ ہوا۔ اور اس نے

ہلاکو خاں کو لکھا

کہ آپ بغداد پر حملہ کردیں ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ چنانچہ ہلاکو خاں نے حملہ کردیا اور ایسی خطرناک جنگ ہوئی کہ اٹھارہ لاکھ مسلمان ایک ہفتہ کے اندر اندر مارا گیا۔ اب دیکھو بغداد پر کتنی بڑی تباہی آئی مگر بات کیا تھی؟ بات صرف اتنی تھی کہ دو آدمیوں نے کہا ہم نے کباب کھانے ہیں آؤ کوئی ایسی تدبیر کریں جس سے ہم مفت کباب کھا سکیں۔ تو بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں جن سے دلوں میں بغض پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ بغض پھر خاندانوں میں سرایت کرجاتا ہے۔ خاندانوں کا بغض محلوں میں۔ محلوں کا بغض شہروں میں۔ شہروں کا بغض علاقوں میں اور علاقوں کا بغض ساری دنیا میں پھیل جاتا ہے اور کروڑوں کروڑ لوگ اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ یہ حالت اپنی ابتدائی شکل میں اس قدر غیر محسوس ہوتی ہے کہ بعض دفعہ کام کرنے والا بھی نہیں جانتا کہ میری اس حرکت کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ وہ ایک بات کو معمولی سمجھ کر کر بیٹھتا ہے مگر اس کا نتیجہ نہایت خطرناک نکلتا ہے

اس مشکل سے نجات

حاصل کرنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ انسان پانچوں وقت گڑگڑا گڑگڑا کر اور عاجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا رہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ الٰہی میرا ہر قدم ایسا ہوسکتا ہے کہ میں دنیا میں ابلیس کا قائمقام بن جاؤں لیکن تیرے فضل سے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ میں دنیا میں ابلیس کی حکومت کی جڑیں کاٹنے میں کامیاب ہوجاؤں اور ابلیس کی حکومت کو دنیا سے حرفِ غلط کی طرح مٹا دوں۔ الٰہی جب دونوں امکانات موجود ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ میں بادشاہی کے تخت پر بیٹھ کر ہی لوگوں کے لئے فتنہ کا موجب بنوں جیسے وہ دو بدمعاش جنہوں نے مفت کباب کھانے کا ارادہ کیا تھا حکومت میں کوئی دخل نہیں رکھتے تھے بلکہ نہایت ہی ذلیل اور اوباش انسان تھے لیکن باوجود اس کے کہ وہ حد درجہ کے ذلیل انسان تھے ان کے فعل کی وجہ سے ایک اسلامی حکومت تباہ ہوگئی۔ تو ضروری نہیں کہ کوئی بہت بڑا انسان ہی ہو تو اس سے فتنہ پیدا ہو سکتا ہے۔ بعض دفعہ

چھوٹے چھوٹے انسانوں کی حرکت

سے بھی بڑے بڑے خطرناک فسادات پیدا ہوجاتے ہیں۔ پھر وہ فتنے اور بڑے فتنے پیدا کرتے ہیں۔ اور وہ بڑے فتنے پہلے سے بھی زیادہ بڑے فتنوں میں دنیا کو مبتلا کردیتے ہیں۔ درحقیقت انسانی اعمال کا ظہور بالکل ایسا ہی رنگ رکھتا ہے جیسے بچپن میں ہم اینٹوں کی کھیل کھیلا کرتے تھے۔ پچاس ساٹھ یا سو اینٹیں قریب قریب اتنے فاصلہ پر کھڑی کردی جاتی تھیں کہ جب ایک اینٹ کو دھکا دیا جائے تو وہ دوسری پر گرے۔ اور دوسری تیسری پر اور تیسری چوتھی پر۔ چنانچہ جب اینٹیں ایک قطار میں کھڑی کر لی جاتیں تو ہم ایک اینٹ کو ہاتھ کی انگلی سے ہلکا سا دھکا دے دیتے۔ اس وقت ایک عجیب نظارہ نظر آتا کہ ٹھک ٹھک کر کے تمام اینٹیں ایک دوسری پر گرنی شروع ہوجاتیں۔ اور کوئی ایک اینٹ بھی کھڑی نہ رہ سکتی۔ اسی طرح ایک انسان کی چھوٹی سی حرکت بعض دفعہ

بہت بڑی تباہی کا موجب

بن جاتی ہے خواہ وہ حرکت ایک ادنیٰ انسان کی طرف سے ہو یا بڑے انسان کی طرف سے۔ بسا اوقات جھونپڑوں میں پیدا شدہ حرکت بادشاہوں تک چلی جاتی ہے اور بادشاہوں کی حرکت بین الاقوامی جنگوں کی صورت اختیار کرلیتی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم میں انسان یہی عرض کرتا ہے کہ الٰہی میں چھوٹا ہوں۔ ذلیل ہوں۔ کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا مگر پھر بھی ہوسکتا ہے کہ میرے ذریعہ کوئی ایسا فساد ہو جس سے ساری دنیا تباہ ہوجائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ میں کسی ایسی نیکی کی بنیاد رکھ دوں جو ساری دنیا کو درست کردے اس لئے اے خدا تجھ سے میں درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے ایسے راستے پر چلا جس کے نتیجہ میں میرے ذریعہ سے دنیا میں نیکیوں کی بنیاد قائم ہو بدیوں کی بنیاد قائم نہ ہو۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے ادنیٰ سے ادنیٰ انسان سے بھی ایسے کام ہوسکتے ہیں جن سے دنیا تباہ ہوجائے۔ اور ایسے کام بھی ہوسکتے ہیں جن سے دنیا سنور جائے ہم ایک ایسے مقام پر ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں دنیا کی آئندہ تبدیلی ہماری تبدیلی سے وابستہ ہے جس قدر ایمان کی مضبوطی ہمارے دلوں میں ہوگی جسقدر تقویٰ ہمارے دلوں میں قائم ہوگا دنیا اسی کے پرتو اور عکس کو قبول کریگی اسلئے ہمیں بہت زیادہ فکر اور اندیشہ سے اپنی دعاؤں میں اور اپنی نمازوں میں اور اپنے اذکار میں خدا تعالیٰ سے تقویٰ مانگنا چاہیئے اور اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو شخص مانگتا ہے مگر خود اس مقصد کے حصول کیلئے کوئی کوشش نہیں کرتا وہ فریبی ہے۔ اگر وہ تقویٰ مانگنے میں سچا ہوتا تو خود بھی اپنے نفس میں اس کو قائم کرنے کی کوشش کرتا۔

صحیح طریق علاج

ہمارا فرض ہے کہ ہم محبت اور پریم کے ساتھ اپنے ہم وطنوں کے دل جیتنے کی کوشش کریں اور وقتی طور پر اپنے جذبات کی قربانی کرتے ہوئے بھی ایسے راستے نکالنے کی کوشش کریں کہ جن سے باہمی منافرت ختم ہوکر موانست بڑھے اور اسلام کے نکتہ چینوں کو اپنی غلطی کا احساس ہو۔ اور انہیں سنجیدگی کے ساتھ اپنے نادرست اقدام پر غور کرنے کا موقعہ ملے ——— سردست ایک عمدہ صورت یہ ہے کہ جملہ پیشوایانِ مذاہب کی عزت و احترام کے تحفظ کے لئے تمام مذہبی جماعتیں ایک عہد نامہ پر باضابطہ دستخط کریں۔ اور ہر جماعت اپنے افراد کی طرف سے اس عہد پر کاربند رہنے کی پوری ذمہ داری قبول کرے۔ مناسب ہوگا کہ اس کو زیادہ پختہ اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے ایک بڑی رقم جرمانہ کے طور پر مقرر کی جائے جو کسی فرقہ کے کسی فرد کی طرف سے عہد نامہ کو توڑنے کی صورت میں ادا کرنی پڑے۔

اگر تجاویز سے آگے نکل کر عمل کے میدان میں جمعیۃ العلماء کچھ کرنا چاہتی ہے تو اپنے وسیع ذرائع کو کام میں لاتے ہوئے اس کا فرض ہے کہ ملک کی رائے عامہ کو پیار و محبت کے ساتھ

بقیہ از صفحہ ۲

اس کا حامی بنائے اور ملک میں بسنے والے مختلف اہل مذاہب کو اس قسم کا عہد کرنے کے لئے تیار کرے۔ تب نہ کسی کتاب کے ضبط کرنے کی حکومت سے درخواست کی ضرورت ہوگی اور نہ ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ پر گند اچھالنے کا موقعہ ملے گا۔ اور جملہ پیشوایانِ مذاہب کی عزت و احترام، جیسا کہ اس کا حق ہے پورے طور پر محفوظ و مصئون رہے گی۔ اور نتیجۃً ملک سے فرقہ داریت کا انسداد خود بخود عمل میں آجائیگا۔

اس قسم کی عملی تجاویز آج سے ایک زمانہ پہلے ۱۹۰۸ء میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنے ہم وطنوں کے سامنے ہندو مسلم اتحاد کے میدان کو صاف کرنے کیلئے پیش کی تھیں اور گو ان پر ایک لمبا وقت گذر گیا ہے مگر ملکی حالات اور وقت کے تقاضا کے لحاظ سے اب بھی ان کی ویسی ہی ضرورت ہے جیسی پہلے تھی۔ بلکہ بگڑتے ہوئے ملکی حالات کا صحیح علاج ہونے کی وجہ سے آج اس قسم کی تجاویز پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہمیشہ سے کہیں زیادہ ہے۔

دُو رُخی وفاداری کا سوال

خُدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کا مسلک بالکل واضح اور پاک و صاف ہے

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مدظلہ العالی

گزشتہ ایام میں جب ریاستہائے متحدہ امریکہ کے نئے صدر کے انتخاب کے تعلق میں مسٹر نکسن اور **مسٹر کینیڈی** کے درمیان زبردست رسہ کشی ہو رہی تھی تو اس وقت مذہباً رومن کیتھولک ہونے کی وجہ سے **مسٹر کینیڈی** کے متعلق یہ سوال گرما گرم بحث کا موضوع بن گیا تھا کہ چونکہ رومن کیتھولک عقیدہ رکھنے والے لوگ **پوپ** کی فرمانبرداری کا دم بھرتے ہیں اور اس معاملہ میں بہت **سخت رویہ** رکھتے ہیں اس لئے اگر کسی موقعہ پر **امریکہ** کے مفاد اور **پوپ** کی ہدایات میں **ٹکراؤ** کی صورت پیدا ہو گئی اور ڈیوائڈڈ فائڈیلیٹی کا سوال اٹھ کھڑا ہوا تو ایسے وقت میں **مسٹر کینیڈی** کا رویہ کیا ہوگا؟ کیا وہ اس صورت میں اپنے ملک اور اپنے **عہدہ** کے مفاد کو مقدم رکھیں گے یا کہ اپنے **عقیدہ** کو ترجیح دیتے ہوئے اپنے **مذہبی پیشوا** پوپ کی ہدایت پر عمل کریں گے؟ مسٹر کینیڈی ایک بہت ہوشیار آدمی ہیں۔ انہوں نے اس بحث میں یہ جواب دیکر اپنی جان چھڑا لی کہ اگر کبھی اس قسم کے ٹکراؤ اور **تضاد** کی صورت پیدا ہوئی تو میں **عہدہ صدارت سے استعفاء** دے دونگا

(اخبار ٹائم نیویارک امریکہ صفحہ ۱۱ اشاعت مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۶۰ء)

اس جواب سے امریکہ کے بیشتر سیاسی حلقوں میں تسلی کی صورت پیدا ہو گئی اور مسٹر کینیڈی اپنے حریف مسٹر نکسن کے مقابلہ میں کامیاب ہو کر امریکہ کے نئے صدر بن گئے اور آئندہ چار سال تک وہی امریکہ کے **مدار المہام** ہوں گے بلکہ ایک طرح سے دنیا بھر کی سیاست کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں رہے گی۔ یا یوں کہو کہ **سیاستِ عالم** کی رتھ کے بیلوں میں سے ایک بیل کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں ہوگی اور دوسرے بیل کی باگ ڈور بدستور روس کے **آمرِ مطلق** کے ہاتھ میں رہے گی۔ اور **یاجوج و ماجوج** کی اس کشمکش میں دنیا کا حافظ خدا ہے۔

لیکن اگر غور کیا جائے تو مسٹر کینیڈی کا یہ جواب ان کے اپنے معتقدات کی رو سے بھی درست جواب نہیں تھا۔ ان کو **حضرت مسیح ناصری** کے مشہور قول کے مطابق یہ جواب دینا چاہیئے تھا کہ:-

"جو قیصر کا ہے قیصر کو دو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو"

(متی باب ۲۲ آیت ۲۱ و ۲۲)

مگر شاید مسٹر کینیڈی اپنے ملک کے ووٹروں سے ڈر گئے کہ کہیں حضرت مسیحؑ کے قول کے مطابق جواب دینے سے ان کے لئے امریکہ کے سیاسی حلقوں میں کوئی پیچیدگی نہ پیدا ہو جائے۔ حالانکہ حضرت مسیحؑ کا نظریہ بالکل واضح ہے کہ حقوق کے مختلف میدان ہوتے ہیں اور ہر میدان سے تعلق رکھنے والی ذمہ داریاں بھی مختلف ہوا کرتی ہیں اور اگر انسان ان ذمہ داریوں کو **سمجھ بوجھ اور دیانتداری** کے ساتھ ادا کرے تو کوئی ٹکراؤ کی صورت پیدا نہیں ہو سکتی لیکن چونکہ حضرت مسیح ناصری کی بعثت عالمگیر نہیں تھی اور صرف **اسرائیلی اقوام** تک محدود تھی اس لئے انہوں نے اپنے جواب کو صرف اپنے ملک اور اپنی قوم کے مخصوص حالات تک محدود رکھا اور **قیصر روما** کی مثال سے آگے نہیں گئے۔ اور نہ ہی اس اصول کی تشریح فرمائی۔ اور غالباً ایسی تشریح ان کے لئے ممکن بھی نہیں تھی۔ لیکن **اسلام اور احمدیت** کا مشن عالمگیر ہے۔ اس لئے خدا کے فضل سے ہماری تعلیم میں اس مسئلہ کی پوری پوری تشریح موجود ہے۔ اور اسے ایک وسیع اصول کے طور پر بیان کر کے اس کے سارے امکانی **پہلوؤں** پر روشنی ڈالی گئی ہے جس کے نتیجہ میں **ہمارا مسلک بالکل ظاہر و عیاں** ہے۔ اور ہمیں خدا کے فضل سے کسی پریشانی اور کسی الجھن میں مبتلا ہونے اور کسی کے سامنے شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ نہ صرف یہ کہ ہمارا **سر** اونچا ہے بلکہ ہمارا **ضمیر** بھی بالکل صاف اور پاک ہے۔ وذالک بفضل اللہ ولا فخر۔

سب سے پہلے تو قرآن مجید جو خدا کا کلام ہے واضح الفاظ میں فرماتا ہے کہ:-

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (سورہ نساء آیت ۶۰)

یعنی اے مومنو تم پر واجب ہے کہ خدا اور اس کے **رسول** کی اطاعت کرو اور اس کے علاوہ جو لوگ تم میں **حاکم** ہوں ان کے بھی فرمانبردار رہو"

اس اصولی آیت میں جو **مِنْکُمْ** کا لفظ آتا ہے (یعنی تم میں) اس سے یہ شبہ نہیں کرنا چاہیئے کہ صرف ایسے حاکموں کی اطاعت فرض ہے جو مومن اور مسلمان ہوں بلکہ یہ آیت ایک اصول کے رنگ میں ہے اور مِنْ کا لفظ عربی زبان میں عام طور پر فی کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اور مراد یہ ہے کہ جو لوگ تم میں اولی الامر یعنی **صاحب حکومت ہوں** - ان کی اطاعت ہر سچے مسلمان پر واجب ہے۔ علاوہ ازیں اس آیت میں حاکم اور محکوم کو ایک گروپ کی صورت میں پیش کیا گیا ہے اور مقصد یہ ہے کہ تم میں سے بعض حاکم ہیں اور بعض محکوم ہیں۔ پس جو بھی حاکم ہے اس کی اطاعت کرو۔ اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں مِنْ اور فی کی بحث کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"قرآن شریف میں حکم ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ یہاں اولی الامر کی اطاعت کا صاف طور پر حکم ہے اور اگر کوئی کہے کہ مِنْکُمْ میں (غیر مسلم) گورنمنٹ شامل نہیں تو یہ اس کی صریح غلطی ہوگی۔ گورنمنٹ جو حکم شریعت کے مطابق دیتی ہے (یعنی اس کے احکام میں شریعت کے احکام سے صریح ٹکراؤ نہیں پایا جاتا) وہ اسے مِنْکُمْ میں داخل کرتا ہے۔ مثلاً جو شخص ہماری مخالفت نہیں کرتا وہ در اصل ہم میں داخل ہے پس **اشارۃ النص** کے طور پر قرآن کریم سے ثابت ہے کہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہیئے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۶۱)

اسی طرح حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

"مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ یَّعْصِنِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَمَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ (مسلم کتاب الامارۃ)

یعنی جو شخص میری اطاعت کرتا ہے وہ در اصل خدا کی اطاعت کرتا ہے۔ اور جو شخص میری نافرمانی کرتا ہے وہ در اصل خدا کی نافرمانی کرتا ہے۔ اور جو شخص اپنے حاکم کی اطاعت کرتا ہے وہ بھی در اصل میری اطاعت کرتا ہے۔ اور جو شخص حاکم کی نافرمانی کرتا ہے وہ در اصل میری نافرمانی کرتا ہے"

اس حدیث میں **اطاعت کے فلسفہ** پر بڑی لطیف روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ در اصل اطاعت کا حقدار تو **صرف خدا** ہے جو سارے خلق و مالک اور افراد و اقوام عالم کا آقا ہے اور باقی سب ظل کے طور پر اس حکم میں آتے ہیں۔ **نبی** خدا کا نمائندہ اور اس کا پیغامبر اور لوگوں تک اس کے احکام پہنچانے والا ہے اس لئے اس کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے **حاکم** خدا کی مخلوق میں نظام اور امن قائم رکھنے والا اور اس کے بندوں کی جان و مال اور آبرو کا محافظ ہے اس لئے اس کی اطاعت بھی خدا کے منشاء کو پورا کرنے والی ہے اور گویا خدا ہی کی اطاعت ہے۔ اس طرح یہ ساری اطاعتیں در حقیقت ایک ہی لڑی میں پروئی ہوئی ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ **میری اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور حاکم کی اطاعت میری اطاعت ہے۔**

اسی اصول کی روشنی میں جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:-

Divided Fidelity ؎

"ہماری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اسلام کی تعلیم کی رُو سے جس حکومت میں بھی کوئی کوئی شخص رہے اس **حکومت کا اسے وفادار رہنا چاہیئے**...... یہ خیال کرنا کہ ہندوستان اور پاکستان کے احمدیوں کی اپنی حکومتوں سے وفاداری صرف اسی وقت تک ہوگی جب تک امام جماعت احمدیہ ان کو ایسا کرنے کا حکم دیتا ہے **اوّل درجہ کی حماقت اور بیوقوفی ہے**۔ اس معاملہ میں امام جماعت احمدیہ کوئی حق ہی نہیں رکھتا۔ اسلامی تعلیم کو دوہرانا (اور اس پر لوگوں کو چلانا) اس کا کام ہے۔ وہ اسے بدل نہیں سکتا...... **حکومت کی وفاداری ہمارے نزدیک قرآن کریم کا حکم ہے**۔ اور قرآن خدا تعالیٰ کی کتاب ہے.................. **کوئی خلیفہ یہ حق نہیں رکھتا کہ وہ اس حکم کو بدل دے**۔ کیونکہ خلیفہ ڈکٹیٹر نہیں بلکہ وہ نائب ہے اور نائب اپنے بالا حکام کے احکام کا اسی طرح تابع ہوتا ہے جیسا کہ دوسرے لوگ"

(الفضل مورخہ ۱۵ر اپریل ۱۹۴۹ء)

اسی طرح ایک دوسرے موقعہ پر فرماتے ہیں کہ:۔

"سرکاری افسروں اور ملازمین پر خصوصیت سے ان ہدایات کی پابندی لازم ہے جو حکومت کی طرف سے ان کے متعلق جاری ہوں۔ اور جن امور میں حکومت کی طرف سے ان پر پابندی عاید کی جائے۔ ان کی تعمیل میں **سرمو فرق** نہ آنا چاہیئے۔ **ایمان اور دیانت** کا یہی تقاضا ہے کہ جب کوئی شخص حکومت کی ملازمت اختیار کرتا ہے تو ملازمت اختیار کرنا ہی اس کی طرف سے اس بات کا عہد ہوتا ہے کہ وہ اپنے فرائض کو **سرگرمی اور اخلاص اور دیانت** کے ساتھ ادا کرتا رہے گا۔ اور حکومت کی جاری شدہ تمام ہدایات کی **پوری پابندی** کرے گا اس عہد کی خلاف ورزی اسے حکومت کی طرف سے بھی **قابلِ مواخذہ** بناتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے رو برو بھی وہ جوابدہ ہوتا ہے۔ اور وہ **اپنے ایمان** اور تعلق باللہ کو بھی خطرہ میں ڈالتا ہے۔"

(اخبار المصلح ۱۸ر جون ۱۹۵۳ء)

عقلاً بھی یہ بات کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ جو جماعت عالمگیر مشن رکھتی ہو اور اس نے ہر ملک میں تبلیغ کرنی ہو اور ہر قوم میں اس کے ممبر اور ہم عقیدہ لوگ پائے جاتے ہوں وہ لازماً اسی اصول پر قائم ہو سکتی ہے کہ جس ملک میں کوئی شخص رہے وہ اس ملک کی حکومت کا پوری طرح وفادار رہنا چاہیئے۔ ورنہ ایسی قوم دنیا میں قیامِ امن کا موجب بننے کی بجائے **عالمگیر فساد** کا باعث بن جائے گی۔ اور دنیا میں ایک **ایسی کشمکش** شروع ہو جائے گی جو یا تو خود ایسی قوم کو تباہ کر کے رکھ دے گی یا مختلف قومیں آپس میں اُلجھ کر دنیا کے امن کو برباد کر دیں گی۔ اور ظاہر ہے کہ کوئی سمجھدار قوم ایسی **خودکشی یا ایسی عالم کشی** کا اقدام نہیں کر سکتی۔ مثلاً جماعت احمدیہ کے افراد اس وقت پاکستان اور ہندوستان کے علاوہ ملایا اور جاوا اور **سماٹرا** اور ایران اور عراق اور شام اور مصر اور **کینیا اور یوگنڈا** اور ٹانگانیکا اور **نائیجیریا اور گھانا** اور سیرالیون اور سوئٹزرلینڈ اور **ہالینڈ اور جرمنی** اور برطانیہ اور **ریاست ہائے متحدہ امریکہ** اور کینیڈا اور **جنوبی امریکہ** وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔ اور پاکستان اور ہندوستان سے باہر بھی بعض ممالک میں ان کی تعداد ہزاروں تک پہونچتی ہے۔ اور دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اب کیا یہ بات خیال میں آسکتی ہے کہ ایسی قوم دورُخی وفاداری یعنی ڈیوائیڈڈ فائڈیلٹیؔ کے اصول پر ایک دن کے لئے بھی قائم رہ سکتی ہے؟ بالآخر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر **خدانخواستہ** دو ایسے ملکوں میں **لڑائی چھڑ جائے** جن میں احمدی بستے ہوں اور وہ دونوں اپنی اپنی حکومتوں کی وفاداری کا دم بھرتے ہوں تو اس صورت میں جماعت احمدیہ کی پوزیشن کیا ہوگی؟ **سو یہ سوال بھی کوئی نیا سوال نہیں**۔ نہ یہ سوال ہمارے لئے نیا ہے اور نہ دنیا کے لئے نیا ہے۔ ہماری طرف سے تو ہمیشہ یہ جواب ہوتا رہا ہے کہ **خدا کے فضل سے پھر بھی ہماری یہی پوزیشن ہوگی کہ ہر ملک کے احمدی اپنے ملک کی حکومت کے وفادار رہیں گے**۔ کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ خود ساختہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ خدا کا بتایا ہوا اور رسول کا سمجھایا ہوا عقیدہ ہے۔ جسے کسی صورت میں بدلا نہیں جا سکتا۔ اگر اس طرح کوئی احمدی کسی احمدی کے ہاتھ سے مرتا ہے تو ہم مجبور و معذور ہیں **اصول کو کسی فرد پر قربان نہیں کیا جا سکتا**۔ مگر فرد کو اصول پر قربان کیا جا سکتا ہے۔ اور قرآن کا خدا یقیناً ایسے فعل کو قابلِ معافی سمجھے گا جو اس کی بتائی ہوئی تعلیم کے نتیجہ میں حالات کی مجبوری کی صورت میں سرزد ہوتا ہے۔ اور دنیا کے لئے یہ سوال اس لئے نیا نہیں کہ تاریخ میں ایسی سینکڑوں مثالیں پائی جاتی ہیں کہ ہندوؤں کو ہندوؤں کے خلاف اور عیسائیوں کو عیسائیوں کے خلاف اور **مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف لڑنا پڑا ہے** اور اپنے ہم عقیدہ لوگوں کے ہاتھوں دنیا میں ہزاروں لاکھوں لوگ قتل ہوئے ہیں۔ اور دنیا کی اکثر لڑائیاں بے اصولی کے نتیجہ میں ظلم و تعدّی کے رنگ میں لڑی گئی ہیں۔ تو پھر اگر کسی وقت احمدیوں کو خدا کے بتائے ہوئے اصول کی خاطر احمدیوں کے خلاف معذوری کی صورت میں لڑنا پڑے تو اس پر کیا اعتراض ہے وہ **لڑیں گے** بھی اور دل میں **دعا بھی کریں گے** کہ خدایا تو اپنے فضل و رحمت سے اس جنگ کو ایسے امن کی صورت میں بدل دے جو دنیا میں **حق و انصاف کے قیام کا** موجب ہو۔

اور اگر یہ سوال پیدا ہو کہ احمدی ایک **امام** کے ماتحت ہیں تو پھر اس صورت میں وہ ایک دوسرے کے خلاف کس طرح لڑ سکتے ہیں تو اوّل تو اس کا اصولی جواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس حوالہ میں گذر چکا ہے جو اسی مضمون میں دوسری جگہ درج ہے۔ یعنی خلیفہ شریعت کے احکام کے ماتحت ہے نہ کہ ان سے **بالا**۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:۔

"کوئی خلیفہ یہ حق نہیں رکھتا کہ وہ خدائی حکم کو بدل دے۔ کیونکہ **خلیفہ ڈکٹیٹر نہیں بلکہ وہ نائب ہے** اور نائب اپنے بالا حکام کے احکام کا اسی طرح تابع ہوتا ہے جیسا کہ دوسرے لوگ۔"

(الفضل ۵ر اپریل ۱۹۴۹ء)

اس تعلق میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ **جماعت احمدیہ کی خلافت خالص روحانی خلافت ہے** جس کا سیاست یا حکومت سے کوئی تعلق نہیں۔ علاوہ ازیں کیا **رومن کیتھولک** ملکوں کی کیتھولک ملکوں کے خلاف کبھی لڑائیاں نہیں ہوئیں؟ حالانکہ سب رومن کیتھولک **پوپ** کے ماتحت ہیں اور ماتحت بھی ایسے کہ اس کے حکم کو گویا خدا کا حکم جانتے ہیں۔ اور پھر کیا **بغداد کی خلافت** کے زمانہ میں جس کی امامت اور خلافت کو ساری سنّی دنیا مانتی تھی بعض مسلمانوں نے دوسرے مسلمانوں کے خلاف لڑائیاں نہیں کیں؟ اور پھر کیا **ترکی کی خلافت** کے زمانہ میں مسلمان ملکوں نے ایک دوسرے کا خون نہیں بہایا؟ حالانکہ یہ سب لڑنے والے ایک خلیفہ اور ایک امام کی ماتحتی کا دم بھرتے تھے۔ یہ سب حقائق بلند آواز سے **بولتے ہوئے حقائق** ہیں۔ جن کی صداقت میں کوئی سمجھدار انسان شک نہیں کر سکتا۔ تو پھر جماعت احمدیہ کے متعلق ہمارے بار بار کے اعلانات کے باوجود کیونکر شبہ کیا جا سکتا ہے؟

الغرض **ہمارا مسلک** اس معاملہ میں بالکل واضح اور پاک و صاف ہے اور ہم پھر ایک دفعہ ببانگِ بلند دنیا کو بتانا چاہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے افراد اپنی اپنی جگہ پر ہر اس **حکومت کے وفادار** ہیں جس کے ماتحت وہ بستے ہیں پاکستان کے احمدی پاکستان کے وفادار ہیں اور دل سے اس کی خوشحالی اور ترقی کے لئے دعاگو۔ **ہندوستان کے احمدی ہندوستان کے وفادار ہیں**۔ اور یہ وہی **نصیحت** ہے جو مرحوم قائدِ اعظم نے ہندوستان کے مسلمانوں کو کی تھی۔ انڈونیشیا کے احمدی انڈونیشیا کے وفادار ہیں۔ دمشق و مصر کے احمدی متحدہ عرب جمہوریہ کے وفادار ہیں۔ مغربی افریقہ کے احمدی اپنی اپنی افریقی حکومتوں کے وفادار ہیں جرمنی کے احمدی جرمنی کے وفادار ہیں۔ برطانیہ کے احمدی برطانیہ کے وفادار ہیں۔ اور امریکہ کے احمدی امریکہ کے وفادار ہیں۔ وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس۔ **یہ خدا کا حکم ہے اور ہمارے دل کی آواز۔ وہر کہ گوید دروغ ہست لعین**۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاکسار

مرزا بشیر احمد ربوہ ۱۵ر دسمبر ۱۹۶۰ء

اعلانِ نکاح

خاکسار نے بتاریخ ۶ر جنوری ۱۹۶۱ء بعد از نماز جمعہ اپنے تیسرے فرزند عزیزم صادق احمد خاں احمدی کا نکاح عزیزہ ظہور النساء بیگم دختر عزیزم محمد عثمان خاں صاحب کے ساتھ مبلغ پانچ سو روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ صحابہ کرام و بزرگانِ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور درویشان سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر دو خاندانوں کے لئے بابرکت بنائے اور اچھے نتائج پیدا فرمائے۔ نیز میرے لئے دعا فرمائی جائے کہ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرما کر سلسلہ کی خدمت کی توفیق بخشے۔

خاکسار راجہ غلام محمد خاں صدر جماعتِ احمدیہ چک ایمرچھ کشمیر

ـہ Divided Fidelity

ہمارے سامنے تبلیغ کا ایک بہت بڑا میدان ہے

بھارت کی جماعتیں ہمت عزم خلوص اور قربانی سے کام کریں

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض یہ تھی کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ عمل میں آئے۔ اور اسلام جو اپنے ہی نام لیواؤں کے ہاتھوں اپنی روحانی قدریں کھو چکا تھا ان کا دوبارہ قیام ہو اور دوبارہ نفوذ ہو۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی بادشاہت دنیا میں اس رنگ میں قائم ہو کہ آپؐ کے اخلاقِ حسنہ اور اوصافِ عالیہ کا پرتو ہر مسلمان کہلانے والے کے چہرہ پر واضح طور پر نظر آنے لگے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کی تائید اور نصرت کے ساتھ اس مشن کی تکمیل کی اور اس کے لئے تمام العمر شب و روز محنت اور ریاضت کے ساتھ قلم زبان اور دعاؤں سے وہ کام کیا کہ اسلام سربلند ہو گیا۔ حضورؑ نے اپنے پیچھے ایک زبردست علم کلام۔ ایک بیش بہا لٹریچر کا ذخیرہ اور ناقابلِ تردید دلائل کا ایک بیش بہا اور کبھی ختم نہ ہونے والا خزانہ چھوڑا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے پیچھے اپنے تربیت کردہ اور جانثار اور خدام دین صحابہ کی ایک بڑی جماعت چھوڑی جنہوں نے بڑے جوش و اخلاص اور ہر قسم کی قربانیاں کر کے احمدیت کے پودے کی آبیاری گویا اپنے خون سے کی۔

یہ اسی کوشش کا نتیجہ ہے کہ آج خدا کے فضل سے ہماری جماعت اکنافِ عالم میں اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا گاڑ رہی ہے۔ اور اسلام کی یہ روحانی پیشقدمی ایک تدریج کے ساتھ جاری ہے۔ اور ہم بیرونی مشنوں کی رپورٹیں آئے دن الفضل میں پڑھ کر ایک روحانی احتظاظ و انبساط محسوس کرتے ہیں۔

تقسیم ہند کے بعد بھارت میں ہماری جماعت کو بہت سی مشکلات میں سے گذرنا پڑا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھارت کی جماعتوں کی بہت بڑی ہمت ہے کہ انہوں نے ان مشکلات کا مقابلہ بڑی ثابت قدمی کے ساتھ کیا۔ اور مرکز کے ساتھ اس رنگ میں تعاون کیا جس میں انتہائی خلوص اور قربانی کا جذبہ کارفرما تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ بھارت میں تبلیغ کا سلسلہ تقسیم کے شدید جھٹکے کے باوجود بدستور جاری رہا۔ اور بھارت کی جماعتیں اس کے لئے مبارکباد کی مستحق ہیں۔

جہاں تک بھارت میں ہمارے نظام تبلیغ کا سوال ہے۔ اس سلسلہ میں بھارت کی تمام جماعتیں مرکزی نظارت تبلیغ کے ساتھ پورا تعاون کر رہی ہیں اور جہاں تک مرکزی نظارت کے بجٹ اور ذرائع کا تعلق ہے وہ ان کے اندر رہ کر اپنی سی پوری کوشش کر رہی ہے۔ لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ ہماری ترقی کی جو رفتار ہونی چاہیئے۔ ہمارا جس قدر اثر و نفوذ ہونا چاہیئے وہ نہیں ہے۔ ہم ہر نیا سال اس امنگ اور اس ارادے کے ساتھ شروع کرتے ہیں کہ اس سال کے آخر تک ہم بھارت میں اپنی تعداد کو دگنا کر لیں گے۔ اور اسی طرح اگلے بجٹ میں سو فیصد اضافہ کر سکیں گے۔ لیکن ایسے کئی سال ہم پر گذر چکے ہیں اور یہ امنگ ہنوز تشنۂ تکمیل ہے کہ ہم سال کے آخر پر دگنے ہو چکے ہوں گے یا ہمارا اگلے سال کا بجٹ سو فیصد بڑھ چکا ہوگا۔ گو یہ درست ہے کہ ہم ترقی کر رہے ہیں اور جماعت کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن اصل سوال تو یہ ہے کہ کیا ہم اس رفتارِ ترقی پر مطمئن ہیں؟ اگر ہمارا ضمیر اس کا جواب اثبات میں دے تو پھر یقیناً ہمیں مطمئن ہو جانا چاہیئے۔ اور اگر ہمارا ضمیر اس کا جواب نفی میں دے تو پھر ہمیں سوچنا ہوگا اور سر بگریباں ہو کر غور کرنا ہوگا کہ ہماری مساعی میں کیا خامیاں ہیں اور ہم ان خامیوں کو کس طرح دور کر سکتے ہیں۔ اور فرائض کی بجا آوری کا وہ کونسا رنگ ہے جو ہمیں اختیار کرنا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیچھے جو جماعت چھوڑی تھی یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم۔ اس جماعت نے اپنے فرائض کو اس رنگ میں ادا کیا کہ جماعت بڑی سرعت کے ساتھ ترقی کرتی رہی۔ گو ان صحابہ کی اپنی تعداد کچھ بڑی نہ تھی۔ لیکن ترقی کی رفتار بتاتی ہے کہ اس پاک گروہ نے بڑی زبردست جدوجہد سے کام لیا۔ اور خلوص سے نہیں بلکہ جنون کے ساتھ کام کیا۔ وہ صحابیؓ جو قطعاً ان پڑھ بھی تھے اور بیحد غریب بھی۔ اور تانگہ چلاتے تھے ان کے جنون نے انہیں یہ فرزانگی سکھائی کہ وہ سلسلہ کے اخبارات اور لٹریچر باقاعدہ منگواتے تھے۔ اور جو سواریاں ان کے تانگے میں بیٹھتی تھیں انہی سے پڑھوا کر سنتے تھے۔ یا یوں کہیئے کہ انہوں نے تبلیغ کا یہ انوکھا اور دلچسپ اور ایمان افروز ڈھنگ نکالا تھا۔ یہ ڈھنگ نکالنے کے لئے خدا جانے انہوں نے کس قدر دماغ سوزی کی تھی۔ وہ ان پڑھ تھے سلسلہ کا لٹریچر خود پڑھ نہیں سکتے تھے۔ لیکن ایمان کی جو حرارت تھی اس نے انہیں نچلا نہیں بیٹھنے دیا۔ اور آخر اللہ تعالےٰ کا پیغام پہونچانے کا ایک راستہ نکال ہی لیا۔ اور اس طرح روایت ہے کہ ان کے ذریعہ کئی لوگوں نے احمدیت قبول کی۔

اور یہی وہ گُر ہے جو ہمیں ترقی کا راستہ بتاتا ہے۔ یعنی عزمِ محکم ہی وہ قوت ہے جس کے ذریعہ کامیابی کے زینے طے کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یقینِ کامل کا ہونا بھی ضروری ہے۔ یعنی اس بات پر یقین کہ اللہ تعالےٰ کی تائید اور نصرت ہمارے ساتھ ہے۔ اور حق کے مقابلہ میں باطل ٹھیرنے کی تاب نہیں رکھتا۔

جہاں تک دلائل کا تعلق ہے ہماری جماعت خدا کے فضل سے میدان مار چکی ہے۔ اور اب اس میدان میں جماعت احمدیہ کے مقابلہ پر کوئی ٹھہر نہیں سکتا۔ ایک زمانہ تھا کہ جابجا حیات و وفاتِ مسیح کے مناظرے ہوا کرتے تھے۔ لیکن اب ہمارا کوئی مخالف یہ مسئلہ چھیڑنے کی طرف آتا ہی نہیں۔ اور آج وہ مسئلہ جسے مباحثوں اور مناظروں کی بنیاد قرار دیا جاتا رہا۔ بیچ میں سے یوں اٹھا دیا گیا ہے جیسے یہ ہمیشہ سے ناقابلِ ذکر تھا اور اب تو یہ حال ہے کہ بڑے بڑے غیر احمدی علماء نے یہ فتوے اور اعلانات شائع کروا دئے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں۔

اور یہی حال دوسرے مسائل کا ہے۔ اب ختمِ نبوت کی بحثیں ختم ہو چکی ہیں اور اجرائے نبوت کے مسئلہ کو اکثر حلقوں میں خارج از بحث قرار دے دیا گیا ہے۔ گویا خدا کے فضل سے دلائل کے میدان میں ہم فتحیاب ہو چکے ہیں۔

لیکن پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہماری ترقی (بھارت میں) کی رفتار سست کیوں پڑ گئی ہے۔ اور کہاں وہ زمانہ تھا کہ سینکڑوں لوگوں کے ذریعہ سینکڑوں لوگ حلقہ بگوش احمدیت ہوتے تھے۔ اور کہاں یہ زمانہ ہے کہ ہزاروں لوگوں کے ذریعہ بیسیوں آدمی بھی بیعت نہیں کرتے اور نئے بیعت کنندگان کی تعداد جو سالانہ ہزاروں ہونی چاہیئے چند درجنوں یا زیادہ سے زیادہ دو تین سو سے آگے نہیں بڑھتی درانحالیکہ مرکز سے ہزاروں روپیہ سالانہ اس غرض کے لئے خرچ کیا جا رہا ہے۔ مبلغین دورے کرتے رہتے ہیں۔ لٹریچر کثیر تعداد میں شائع ہو کر دھڑا دھڑ باہر جاتا اور تقسیم ہوتا ہے۔ اس کے باوجود رفتار ترقی وہی ہے جو دو چار چھ آٹھ سال قبل تھی۔

پس یہی وہ نقطہ ہے جو ہمارے لئے فکر کا ہے اور ہمیں اس نئے سال میں قدم رکھتے ہی اس اہم معاملہ پر غور کرنا ہے۔ اور اپنی غلطیوں اور خامیوں کا ازالہ کر کے اور اپنی ناکامیابیوں کو سیڑھیاں بنا کر ترقی کا ایک زینہ اپنے لئے تیار کرنا ہے۔ اگر ہم ایک ہی مقام پر کھڑے رہیں تو ہم میں اور پہاڑوں کے پتھروں میں کیا فرق ہوگا۔

اگر بات صرف اتنی سی ہوتی کہ ہم نے ترقی کرنی ہے تو یہ شاید کوئی بڑی بات نہ ہوتی۔ لیکن ہمارا منتہائے مقصود یہ نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ ہم نے دنیا میں ایک بہت بڑا روحانی انقلاب برپا کرنا ہے۔ ایک روحانی انقلاب جس سے یہ نظر آ سکے کہ دنیا روحانی طور پر دوبارہ پیدا ہوئی ہے یہی وہ چیز ہے جسے ہم اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ کہا گیا تھا کہ آپ ثریا پر گئے ہوئے ایمان کو واپس لائیں گے۔ اور آپؑ نے یہ کام بطور احسن پورا کر دیا۔ اور آپ ایک تناور درخت کا بیج بو کر اور اس کی آبیاری کا کام ہمارے سپرد فرما کر ہم میں سے اٹھ گئے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ اس کی آبیاری کریں اور ایمان کی جو بیش بہا نعمت جو ثریا سے واپس لا کر ہمیں دی گئی ہے اسے قریہ بہ قریہ اور شہر بہ شہر تقسیم کریں۔

بیشک یہ ایک بہت بڑا اور مشکل کام ہے لیکن اسے کرنا ہمیں نے ہے۔ اس لئے کہ ہم نے اپنے عہد بیعت میں اس کا ذمہ لیا تھا اور اگر ہم اس ذمہ داری کو نہیں نبھاتے تو ہمارے قبولِ احمدیت کے کوئی معنیٰ ہی نہیں کیونکہ احمدی نام ہے اس عشق صادق کا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے مطاع حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ اور احمدی نام ہے اس جنون کا جو اشاعت اسلام کے لئے صحابہ کے دلوں میں پایا جاتا تھا — !!

پس ہمارا منتہائے مقصود ابھی بہت آگے ہے اور ہماری منزل ابھی بہت دور ہے۔ اگر ہم اپنی موجودہ حالت پر مطمئن ہو جائیں تو یہ ہمارے لئے خطرہ کا مقام ہوگا۔ ہم اس وقت ایک تمہید کی حالت میں ہیں۔ اور یہ تمہید کتاب کی شکل اس وقت اختیار کرے گی جب ہم ساری دنیا میں ایک روحانی انقلاب لا چکیں گے۔ جب قسطنطین پر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا نام لکھا جا چکے گا۔

پس ہمیں اس مقام پر رکنا نہیں بلکہ آگے بڑھنا ہے۔ ہماری منزل ہمیں آوازیں دے رہی ہے۔ ہمارا عہد بیعت ہمیں گھور کے تک رہا ہے اور گم کردہ راہ دنیا کے ضمیر ہماری رہنمائی کے منتظر ہیں۔

لیکن آج ہمیں اپنی جگہ پر غور کرنا ہے کہ اگر ہم اسی رفتار سے چلتے رہے تو کب تک منزل کو پا سکیں گے۔ کب اپنے عہد بیعت کو نبھا سکیں گے۔ اور کب دنیا بھر کے ضمیر

کی یہ خلش دور ہو سکے گی کہ وہ منبع امن و سکون جسے خدا کہتے ہیں وہ کہاں ہے۔ اور وہ ہستی جو اخلاق و علوم کی معدن ہے یعنی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم وہ کہاں ہے۔ آج ساری دنیا مادیت کی طرف سرپٹ بھاگی جا رہی ہے لیکن ساتھ ہی وہ مادیت سے خائف اور لرزاں بھی ہے۔ وہ بھاگی جا رہی ہے لیکن مڑ مڑ کر پیچھے بھی دیکھتی جا رہی ہے کہ اسے کوئی ایسا سہارا مل جائے جو اس کے قدموں کو روک سکے اور سہارا بھی وہ ہو جسے عرف عام میں مذہب کہتے ہیں۔

وہ مذہب جو خطرات کے وقت اس کا پیامبر ہو سکتا ہے کسی کو اس میں شبہ ہو تو ہو لیکن ہمارے اس یقین کو کوئی بدل نہیں سکتا کہ وہ مذہب اسلام ہی ہے۔ اور وہی اسلام جو احمدیت پیش کرتی ہے

لیکن اس یقین کے ساتھ ہمیں یہ بھی سوچنا ہے کہ وہ دنیا جو مادیت کی طرف سرپٹ بھاگی جا رہی ہے اسے ہم نے کس رفتار سے چل کر واپس لانا ہے۔ اگر ہمارا یہ دعوےٰ ہے اور یہی دعوےٰ ہے کہ ہم ہی وہ لوگ ہیں۔ احمدی ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے مادیت کا خول دنیا کے جسم سے اتار کر روحانیت کا جامہ پہنانا ہے تو یقیناً ہمیں دنیا سے زیادہ تیز بھاگنا ہوگا ورنہ اس دوڑ میں ہم پیچھے رہ جائیں گے اور لاکھوں کروڑوں انسانوں کو گمراہی سے نکال نہ سکنے کا الزام یا گناہ ہمارے سر پر رہ جائے گا

اس لئے آیئے! ہم غور کریں کہ ہم کن طریق سے اپنے فرائض کو بہتر رنگ میں انجام دے سکتے ہیں۔ اس وقت جو چیزیں میرے ذہن میں آئی ہیں وہ میں ذیل میں درج کر رہا ہوں۔ لیکن یہ حرفِ آخر نہیں ہے۔ اگر کسی دوست کے ذہن میں کوئی عمدہ تجویز آئے تو وہ بلا جھجک نظارت دعوۃ و تبلیغ کو بھجوا دے انشاء اللہ اس پر سنجیدگی سے غور کیا جائیگا۔ کیونکہ یہ ہم سب کا مشترکہ کام ہے۔ اور خدا کے فضل سے بھارت کی جماعتوں میں درجنوں ایسے اصحاب موجود ہیں جو اہل الرائے ہیں۔

مبلغین

اس وقت ہندوستان میں تقریباً اڑھائی درجن مبلغین کام کر رہے ہیں۔ نظارت تبلیغ ان سے ایک پروگرام اور بجٹ کے مطابق دورے اور تقریریں کرواتی ہے۔ لیکن عام طور پر دیکھا ہے کہ اس سلسلہ میں اکثر احباب اس غلط فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ تبلیغ کرنا صرف مبلغین کا فرض ہے۔ یہ تو درست ہے کہ تبلیغ کرنا مبلغین کا فرض ہے لیکن یہ درست نہیں کہ تبلیغ کرنا صرف مبلغین کا فرض ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مبلغین کو قائم شدہ احمدیہ جماعتوں کے اندر اس لئے رکھا جاتا ہے کہ مبلغین خود بھی تبلیغ کریں۔ اور جماعتوں کے ذریعہ جو تبلیغ ہو اس کی بھی نگرانی کریں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ (ا) جماعتوں کے احباب اپنے زیر تبلیغ افراد کو بعض دقیق اور مشکل مسائل سمجھانے کے لئے مبلغین کے پاس لائیں یا (ب) ابتدائی طور پر غیر احمدی احباب کو زیر تبلیغ رکھ کر مبلغ کے سپرد کر دیں۔ (ج) اگر کوئی ایسا موقعہ پیدا ہو جائے کہ مباحثہ کی ضرورت ہو تو مبلغ مقامی جماعتوں کی مدد کریں اور (د) مبلغ مستقل درس و تدریس کے ذریعہ جماعتوں کے عام افراد کو عموماً اور نئی پود کو خصوصاً احمدیت یعنی حقیقی اسلام پر چلائیں

اب یہ جماعتوں اور مبلغین کا کام ہے کہ اپنے اپنے فرائض بجا لائیں

گویا مبلغ بجائے خود تبلیغ کے جہاد میں ایک ہتھیار بھی ہے اور ڈھال بھی۔ اور یہ جماعتوں کا کام ہے کہ وہ مبلغ سے دونو قسم کے فائدے حاصل کریں

مطالعہ لٹریچر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں حقائق و معارف کے خزانے بھرے پڑے ہیں اور جن لوگوں نے آپ کی تمام یا اکثر کتب کو پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ اس وسیع سمندر میں کتنے نایاب گوہر ہیں لیکن مطالعہ کا یہ مطلب نہیں کہ محض سرسری طور پر ایک بار کتابوں میں سے گذر جایا جائے انسانی دماغ چونکہ محدود ہے اور وہ محدود حد تک ہی یادداشتوں کو اپنے اندر محفوظ رکھ سکتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ حضور کی کتب کا بار بار مطالعہ کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بھی اپنی جماعت کو تاکید فرمائی ہے کہ میری کتب کو کم از کم تین بار پڑھیں۔ اور اتنی تاکید فرمائی ہے کہ کم از کم تین بار نہ پڑھنے والے احمدی کے ایمان کو خطرہ میں قرار دیا ہے

اس کے علاوہ خلفائے سلسلہ بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی کتب میں علم و عرفان کے موتی بھرے ہوئے ہیں اور یوں تو ایک سے ایک بڑھ کر ہے لیکن تفسیر کبیر کی شان ہی نرالی ہے۔ سو اس سارے لٹریچر کو بھی پڑھنا چاہیئے۔ پھر سلسلہ کے اخبارات کو بھی باقاعدگی سے زیر مطالعہ رکھنا چاہیئے اس سارے مطالعہ سے جہاں علم و عرفان میں ترقی ہوگی وہاں یہ فائدہ بھی ہوگا کہ وسیع مطالعہ والا احمدی کسی مجلس میں یا کسی بحث میں زک نہیں اٹھائے گا۔ اور ہر قسم کے مسائل سے بخوبی آگاہ ہونے کی وجہ سے اس کے اندر تبلیغ کرنے کا ذوق اور جذبہ پیدا ہوگا۔

سال میں ایک احمدی بنانے کا عہد

انسان کی فطرت کے اندر یہ چیز ودیعت کی گئی ہے کہ جب وہ کوئی اچھی چیز پا لیتا ہے۔ یا خرید کر لاتا ہے تو وہ اپنے عزیزوں اور احباب کو دکھاتا پھرتا ہے۔ بچے جب کوئی نیا کھلونا لاتے ہیں تو جب تک اپنے تمام ہمسایہ بچوں کو دکھا نہ لیں چین سے نہیں بیٹھتے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ احمدی جنہوں نے مادیت کے اس زمانہ میں احمدیت جیسی نعمت کو پایا ہے وہ نچلے بیٹھے رہیں اور ان کے اندر یہ شوق پیدا نہ ہو کہ وہ اس لعل بے بہا کو ان لوگوں کو دکھائیں جن کو یہ لعل میسر نہیں ہوا۔ اور پھر کوئی وجہ نہیں کہ احمدیوں کے اندر یہ حقیقی اور ہمدردانہ جذبہ پیدا نہ ہو کہ وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو بھی پکڑ پکڑ کر اس کان کے دہانے پر لے جائیں جہاں سے انہوں نے لعل پایا تھا۔ ضرورت صرف عزم کی ہے اور جب عزم پیدا ہو جائے تو ذرائع کا فقدان بھی سد راہ نہیں بن سکتا جس طرح کہ اس کوچوان صحابی نے ایک راہ تبلیغ کی ڈھونڈھ نکالی تھی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر رکھا ہے کہ ساری دنیا ایک وقت آنے پر احمدیت کے شجر سایہ دار کے تلے آرام کرے گی۔ تو تبلیغ کے ذریعہ ہر احمدی کا ایک نیا احمدی بنانے کی کوشش کرنا تو ہم خرما و ہم ثواب والی بات ہے۔ اور اس پر عمل کرنے سے ایک تو سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل ہوگی۔ دوسرے خود کو بھی فائدہ ہوگا کیونکہ لازماً تبلیغ کرنے والے کو مطالعہ کے ذریعہ اپنا علم بڑھانا پڑیگا

وقفِ ایام

ہمارے وہ مجاہد بھائی جو اپنی ساری زندگیاں وقف کرکے اسلام کی اشاعت کے لئے اپنے اعزہ و اقربا کو چھوڑ کر دس دس پندرہ پندرہ سال تک غیر ممالک میں رہ کر کام کرتے ہیں ان کی عظیم الشان قربانیوں نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ ہم اپنی زندگی مستعار میں سے وقتاً فوقتاً دین کے لئے چند ایام وقف کرکے اور گویا لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہو کر خدمت دین کا کچھ حق ادا کرتے رہا کریں۔ کوئی تاجر ہو یا ملازم، وہ اپنے خانگی اور ضروری کاموں کے لئے بسا اوقات ملازمت یا کاروبار سے رخصت لیتا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ایک احمدی جس کا عہد بیعت ہی عہد تبلیغ ہے، تبلیغ کے لئے وقت اور فرصت نہ نکال سکے۔ پس میں جماعتوں سے درخواست کرونگا کہ وہ ایک باقاعدہ انتظام کے ماتحت احباب سے وقف ایام کے وعدے لیکر تبلیغ کا کام وسیع کریں۔ چاہے وہ صرف اتوار کا دن ہی ہو۔

اشاعتِ لٹریچر

ہمیں نظارت دعوۃ و تبلیغ ہر سال ایک باقاعدہ پروگرام کے مطابق اور وقت کی ضرورت کو ملحوظ رکھ کر لٹریچر طبع کرواتی ہے اور پھر سال بھر مبلغین اور جماعتوں کی مانگ پر باہر بھجواتی ہے یہ لٹریچر اردو۔ ہندی۔ انگریزی اور گورمکھی میں ہوتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ لٹریچر اس لحاظ سے ناکافی ہوتا ہے کہ سارا سال ہندوستان بھر میں حسب ضرورت تقسیم کیا جا سکے۔ گو یہ ہزاروں روپیہ کا ہوتا ہے۔ مگر ہندوستان جیسے وسیع و عریض اور چالیس کروڑ کی آبادی کے ملک میں صرف ہزاروں روپیہ کے لٹریچر کی وقعت کیا ہے۔ یہاں کروڑوں نہیں تو لاکھوں روپیہ کا لٹریچر ضرور چاہیئے۔ مگر لاکھوں روپیہ کہاں سے آئے (آئے گا ضرور انشاء اللہ لیکن اس وقت) اس کا حل یہی ہے کہ جماعتیں مقامی ضروریات کو مد نظر رکھ کر علاقائی زبانوں میں لٹریچر شائع کروائیں اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اگر بارش کی ننھی ننھی کمزور اور بے مایہ بوندیں مجتمع ہو کر سیلاب کی شکل اختیار کر سکتی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ صوبوں کی جماعتیں پیسہ پیسہ آنہ آنہ اور روپیہ روپیہ جمع کرکے ایک مضبوط فنڈ نہ بنا لیں۔ صرف ہمت عزم اور تنظیم کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق احادیث میں جو یہ ذکر آتا ہے کہ وہ خزانے تقسیم کریگا وہ یہی خزانے ہیں اور جماعتیں متحدہ اور صوبائی طور پر انتظام کرکے یہ خزانے لٹا کر ثواب حاصل کر سکتی ہیں۔

ماہوار رپورٹیں

بیرونی جماعتوں کی تبلیغی کارکردگی سے مرکز کو آگاہ رکھنے کے لئے جماعتوں کے سیکرٹریان تبلیغ کو نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے رپورٹ فارم بھجوائے جاتے ہیں۔ بعض سیکرٹریوں کی طرف سے رپورٹیں باقاعدگی سے آتی ہیں لیکن اکثر کی طرف سے باقاعدہ نہیں آتیں۔ حالانکہ مرکز کو بیرونی جماعتوں کے تبلیغی مساعی سے آگاہ رکھنا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ مرکز بر وقت ہدایات بھجوا سکتا ہے۔ یہ کام صدر صاحبان اور مبلغین کا ہے کہ وہ جہاں تبلیغ کے کام کی نگرانی کریں وہاں رپورٹوں کے باقاعدہ ماہوار مرکز میں بھجوانے کا بھی انتظام کریں۔ تاکہ یہ معلوم ہوتا رہے کہ کس مقام پر رفتار تبلیغ کیا ہے

حرفِ آخر

میں احباب اور جماعتوں سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ تبلیغ کے سلسلہ میں مجھے اپنا تعاون دیں اور میرا تعاون حاصل کریں۔ مرکز اور بیرون کا یہ باہمی تعاون تبلیغ کے نظام کو وسیع اور مضبوط کرنے کا باعث ہوگا۔ اور یہی تعاون جماعت کی ترقی کا بھی باعث ہوگا۔ جماعت کی ترقی تبلیغ کے ساتھ ہی ہوگی۔ آپ زبان سے تبلیغ کریں یا قلم سے یا لٹریچر کے ذریعہ۔ بات ایک ہی ہے۔ لیکن اگر ہر احمدی یہ فرض ادا کرے تو جماعت چند سال میں کہیں کی کہیں جا پہنچے گی۔ اور بجٹ بھی خود بخود بڑھ جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ

موعود اقوام عالم کی بعثت سے مذہبی دُنیا میں انقلاب

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

الہلال

کہتے ہیں کہ ۱۸۵۷ء کے ہندوستانی مسلمانوں کو دوبارہ زندہ کرنے میں مولٰنا ابوالکلام آزاد مرحوم کے اخبار الہلال نے بڑا حصہ لیا ہے مگر میں کیا کہوں کہ مولٰنا ابوالکلام آزاد کی تحریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے کتنی متاثر تھی۔ ان کی تحریر میں آپ "زندہ خدا" اور "زندہ نبی" کی اصطلاحیں پائیں گے۔ اور وہ تمثیلیں جو کہ موعود اقوام عالم کی تحریروں میں پائی جاتی ہیں وہ ابوالکلام آزاد کی تحریروں میں دیکھیں گے۔

مشہور ہے کہ جب تک مولٰنا ابوالکلام آزاد کا الہلال نہیں نکلا تھا۔ کوئی ترکی ٹوپی پہننے والا مسلمان مسجد میں نظر نہیں آتا تھا۔ یعنی ارکان اسلام اس قابل نہ رہے تھے کہ کوئی روشن ضمیر اور تعلیم یافتہ آدمی کے ادا کرنے کے قابل ہوں۔ مگر آزاد کے الہلال نے دوبارہ مسلمانوں کو مسلمان کیا۔ لیکن خود مولٰنا آزاد کو کس نے مسلمان کیا؟ وہ اسی موعود اقوام عالم نے۔ وہ زمانہ الہلال میں شدت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے متاثر تھے۔ اور وہی زمانہ تھا جب ہندوستانی مسلمانوں نے ان کی تقریروں اور تحریروں سے فائدہ اٹھایا۔

غرض اس وقت جب سائنس کے نئے نئے نظریات اور صنعت سے مذہبی دنیا زیرو زبر ہو رہی تھی آپ نے یہ کہکر مذہبی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا کہ "خدا کے قول و فعل میں تضاد نہیں"

قرآن اور سائنسی نظریات

اس جگہ میں اس بات کی وضاحت کردوں کہ ہمارے نزدیک قرآن پاک یا کوئی دوسری مذہبی کتاب سائنسی نظریات کی تصدیق یا تکذیب کو نہیں آئی۔ سائنس ایک ایسا علم ہے جس کے نظریات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یونانی سائنسدان آسمان کو ٹھوس چھت کہتے تھے اب لوگ اس قول کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور اب سائنس والوں کو اوپر خلا ہی خلا نظر آتا ہے پہلے زمین ساکن تھی اور اب متحرک ہے اور ابھی حال کی بات ہے کہ آئنسٹائن سے پہلے تمام سائنس والوں کا اس امر پر اتفاق تھا کہ روشنی صرف خط مستقیم میں حرکت کرتی ہے۔ مگر آئنسٹائن نے یہ ثابت کر دیا کہ روشنی کی لکیر ٹیڑھی بھی ہو سکتی ہے اس لئے قرآن کریم یا کسی اور کتاب آسمانی کو سائنس کے نظریات پر نہیں تول سکتے۔

قرآن حکیم نے ہمیں صرف اتنا کہا ہے کہ تم عالم کائنات پر غور و فکر کرو۔ اب اس کا کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے یہ ہماری صلاحیت و استعداد پر ہے ہم کبھی نتیجہ اخذ کرنے میں غلطی بھی کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہم اپنے نتیجۂ فکر کو خدا کے قول کی طرف منسوب نہیں کر سکتے۔

سائنسی ایجادات کی طرف اشارہ

ہاں ہم اس بات پر ضرور ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن حکیم یا دوسری مذہبی کتب میں سائنس کی بڑی بڑی ایجادات کی طرف اشارہ ہے۔ وہ ایجادات جن سے زمانے میں بڑے بڑے انقلابات رونما ہوئے جیسے آگ اور پانی کے ملاپ سے ایک توانائی کی دریافت۔ جب سائنسدانوں نے توانائی کا یہ راز معلوم کر لیا تو زمانے میں ایک انقلاب آگیا بے جان چیزوں میں جان آگئی۔ گدھوں خچروں اور اونٹوں کی بجائے اب لوگ ریل پر سفر کرنے لگے اور مال ڈھونے لگے۔ اسی طرح سمندر میں دخانی جہاز چلنے لگے۔ جس سے آمد و رفت اور تجارت کے تمام ذرائع میں انقلاب آگیا۔

اس کے بعد برقی توانائی دریافت ہوئی الیکٹرک اور بجلی پیدا کی گئی۔ اور اس سے ایک ایسی توانائی حاصل کی جس سے صنعت اور معاشرت ہر شعبۂ زندگی کو فائدہ پہنچا۔ اور انسان کی زندگی گویا ایک نئے سانچے میں ڈھل گئی۔

اس کے بعد انسان نے ایٹمی انرجی دریافت کی جس سے دنیا کے مستقبل کا نقشہ ہی بدلا ہوا نظر آتا ہے۔

توپ تفنگ کی اس قسم کی جو دریافتیں ہیں قرآن کریم اور دوسری مذہبی کتب میں ان کی طرف کسی نہ کسی رنگ میں اشارہ کیا گیا ہے وہ اس لئے کہ ہم ان ایجادات سے مرعوب نہ ہوں اور یہ سمجھیں کہ یہ اکتشافات صرف اس بات کی دلیل ہیں کہ واقعی اللہ تعالیٰ کو اپنی شکل و صورت پر پیدا کیا ہے۔

یہ مذہب اور سائنس کا وہ حسین امتزاج ہے جو موعود اقوام عالم سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے ہمارے سامنے پیش فرمایا ہے اور سچ پوچھئے تو یہی تعلیم ہے جس نے مذاہب میں جان ڈال دی اور اب کسی طرح مذہب سائنس کے سامنے سپر رکھنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ وہ سائنس کو اپنا خدمتگذار سمجھتا ہے۔

میں اس جگہ دوسرے مذہبی مصلحوں کا نام نہیں لے سکتا مگر یہ حقیقت ہے کہ کسی مصلح نے اس رنگ میں مذہب اور سائنس کا ملاپ ثابت نہیں کیا اور آج کوئی مذہبی مصلح یا رشی یا ریفارمر ایسا نظر نہیں آتا جس پر آپ کا یہ کلیہ اثر انداز نہ ہوا ہو کہ خدا کے قول و فعل میں اختلاف نہیں۔

خدا ہی تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے

آج دنیا میں ہر جگہ ایک صالح معاشرے کے قیام کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس وقت جتنے نظریات کا بول بالا ہے وہ سب اس بات کے مدعی ہیں کہ انہی کے ذریعہ دنیا میں ایک صالح اور خوشگوار معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ ان تمام بلند بانگ دعاوی کے باوجود دنیا کا معاشرتی ڈھانچہ دن بدن مضمحل ہوتا جا رہا ہے اور زندگی میں ارواح خبیثہ کا اثر و نفوذ بڑھتا جا رہا ہے۔

مذہبی عبادات کا ذکر رہنے دیجئے۔ وہ عام قوانین جن پر عمل کر کے ایک آدمی معزز شہری بن سکتا ہے ان کی بھی تحقیر ہو رہی ہے۔

آپ اگر چند ماہ بمبئی میں رہیں تو ایک بار یہ نظارہ ضرور دیکھیں گے کہ بمبئی کی وہ بسیں جو کارپوریشن کی حدود کے اندر دوڑتی ہیں اور جن کے ذریعہ روزانہ کم سے کم پانچ لاکھ آدمی نقل و حرکت کرتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ان بسوں کی کھڑکیوں پر شیشے کی بجائے لوہے کی جالیاں چڑھی ہیں۔ آپ دریافت کریں گے تو معلوم ہوگا کہ کسی کارخانے۔ مل۔ یا بس ڈپو میں اسٹرائیک ہونے والی ہے اس لئے آج کھڑکیوں پر لوہے کی جالیاں چڑھا دی گئی ہیں۔ تا ایسا نہ ہو کہ جب یہ اسٹرائیک کرنے والے بسوں پر پتھر پھینکیں تو مسافر زخمی ہوں۔ یہ نظارے آئے دن دیکھنے میں آتے ہیں۔

اب مقتدر سوچ کر حیران ہو جاتی ہے کہ بمبئی جیسے اہم شہر کی ایسی اہم سروس کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا جاتا ہے۔ بس یا مسافر اس کا کیا بگاڑتے ہیں؟ حکومت اور کارپوریشن اپیل کرتی ہے کہ بس کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ پولیس چاروں طرف مستعد کھڑی رہتی ہے مگر اپنے جائز یا ناجائز حقوق کا مطالبہ کرنے والے وہ کر گذرتے ہیں جو انہیں کرنا ہوتا ہے۔

یہ کوئی مذہبی مسئلہ نہیں جس پر کوئی اختلاف ہو۔ یہ تو ایک شہری مسئلہ ہے اس کا تعلق شہر کے نظم و نسق سے ہے اور ہر معزز شہری کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ان قوانین کی پابندی کرے مگر مشاہدہ یہ ہے کہ بات بات پر یہ قانون توڑا جاتا ہے۔ ان پر شہری قوانین کا کچھ اثر ہوتا ہے نہ سربراہوں کی اپیل کا۔ بلکہ جوں جوں اپیلیں کی جا رہی ہیں اور دن گزرتے جا رہے ہیں قانون شکنی کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے۔

قانونِ شراب بندی

یہی حال زادہ قانونِ شراب بندی کا بھی ہے۔ بمبئی میں شراب بندی کا قانون نافذ ہے اور صوبائی حکومت پوری شدت سے اس حکم کو نافذ کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہے۔ اس کے لئے پولیس کے خاص دستے مقرر کئے گئے ہیں جو ہر جگہ شراب خانوں، شراب نوشوں اور شراب سازی کی نگرانی کرتے رہتے ہیں۔ حکومت کا ہر سال اس حکم کو نافذ کرنے میں کروڑوں روپے کا خرچ ہوتا ہے اور شراب بندی کے قانون سے حکومت کو جو ۹ کروڑ روپے سالانہ کا نقصان ہوا ہے وہ اس کے علاوہ ہے

مگر کیا حکومت کی اس ہشیاری، مستعدی اور سخت گیری کے باوجود لوگوں نے شراب پینا اور بنانا چھوڑ دیا؟ ابھی جو حکومت اور پولیس کی رپورٹ شائع ہوئی ہے وہ تو دل ہلا دینے والی ہے۔ دونوں کی یہ رپورٹ ہے کہ شراب سازی اور شراب نوشی پہلے سے چہار گنی ہو گئی ہے۔ اور پولیس کی رپورٹ تو یہ ہے کہ قانون شراب بندی کے بعد کالج کے طلباء میں شراب نوشی کی عادت زیادہ ہو گئی ہے۔

اور اب تو اس قانون شکنی نے ایسی نازک صورت اختیار کر لی ہے کہ ابھی ناگپور کے سیشن میں اس قانون کو منسوخ کرنے کی تجویز پیش ہوئی اور اس وقت بمبئی کے کئی معزز اخبار حکومت کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ وہ شراب بندی کا قانون اٹھا دے اس لئے کہ حکومت اس کے نافذ کرنے میں سو فیصد ناکام رہی ہے۔

میرے دوستو! اس پر غور کرو کہ شراب نوشی جس کی حرمت پر قریب قریب تمام مذاہب متفق ہیں اور ملک کے تمام

رہنما متفقہ طور پر جس کی مذمت کرتے ہیں اور ملک کو اس بد عادت سے نجات دلانا چاہتے ہیں آخر اس میں حکومت، پولیس کے محکمے اور قومی رہنما سبھی ناکام کیوں ہیں؟

بعض اور اخلاقی کمزوریاں جن کا پہلے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا آج صدر حکومت وزیر اعظم ہند اور دوسرے سربراہوں کی بار بار اپیل کے باوجود ان میں کمی کی بجائے زیادتی ہوتی جا رہی ہے۔ کانپور میں جب ایک خیراتی فنڈ کے لئے ایجز ڈیلیس کرکٹ کھیلنے آئیں تو شہر کے تعلیم یافتہ نوجوانوں نے کن اخلاق کا مظاہرہ کیا۔! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قانون شکنی اور بدنظمی کا رجحان کتنا بڑھتا جا رہا ہے۔

اسی طرح آجکل مختلف کالجوں کی جو رپورٹیں آ رہی ہیں ان سے ظاہر ہے کہ ملک کے تعلیم یافتہ نوجوانوں میں قانون شکنی کا میلان ترقی کرتا جا رہا ہے۔ چنانچہ دیش مکھ نے بھی کالج کے سٹوڈنٹوں کے اس رجحان پر بڑی تشویش کا اظہار کیا ہے

اب نظم و نسق کی پابندی۔ یہ کوئی ریاضی کا مسئلہ نہیں کہ بی اے اور ایم اے کے اسٹوڈنٹوں کو سمجھایا جائے مگر ایک زرہے جس پر قابو پانے میں سارا ملک ناکام ہو رہا ہے

اب ذرا اس پر غور کیجئے کہ آخر یہ ہماری کس کوتاہی اور کمزوری کا نتیجہ ہے۔ کیوں کسی سربراہ کی نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور شراب بندی جیسے مفید و نفع بخش قانون کے نفاذ میں آخر کامیابی کیوں نہیں ہوتی؟

تو میرے دوستو! یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں ہمیشہ انسانی اخلاق و اعمال کی اصلاح و درستی روحانیت کے نام پر ہوئی ہے ایک لمبے تجربہ کے بعد اب ہمارے معزز رہنما بھی اس حقیقت کو سمجھنے لگ گئے ہیں۔ پنڈت جواہر لال نہرو جو مذہب پر ایمان نہیں رکھتے اور جو خالص مادہ پرست انسان ہیں اب گاہے بگاہے ان کی زبان پر بھی روحانیت کا لفظ آ جاتا ہے اور وہ بھی لوگوں کو روحانیت کی تلقین کر جاتے ہیں۔ مسٹر رادھا کرشنن نائب صدر ہند بار بار روحانیت و اخلاق کا درس دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اخلاق کی درستی روحانیت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

یہ سارے حالات اس طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ دنیا میں ایک Godless سوسائٹی قائم کرنے کی جو کوشش جاری ہے۔ اس سے دنیا کی اصلاح نہیں ہو سکتی دنیا میں اخلاق کی درستی خدا پر ایمان لانے کے بعد ہی ہو سکتی ہے اس لئے کہ خدا ہی تمام نیکیوں کا سرچشمہ ہے اور یہی وہ قول ہے جو موعود اقوام عالم سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے فرمایا۔

ختم شد

پونچھ شہر میں معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب پر

احمدی نقطۂ خیال کی وضاحت و تائید میں تقاریر

از مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ پونچھ دسشیندرہ

پونچھ ۸ار جنوری۔ کل یہاں معراج النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تقریب کے سلسلہ میں ایک بڑے مجمع کے سامنے احمدیہ نقطۂ نگاہ سے معراج شریف کی حقیقت پر روشنی ڈالنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ تقریب مقامی اوقاف کمیٹی کے زیر اہتمام جامع مسجد میں بوقت شب منائی گئی۔ کمیٹی کی طرف سے خاکسار کو بھی تقریب میں شمولیت اور تقریر کرنے کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ تلاوت قرآن کریم اور نعت نبوی کے بعد سب سے پہلے خاکسار ہی کو تقریر کا موقعہ ملا۔ خاکسار نے اپنے محدود وقت میں قرآنی آیات اور اسلامی روایات کے حوالے سے معراج نبوی کی حقیقت پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ شب معراج اسلام کے دائمی عروج و ترقی کا واضح اشارہ ہے مگر افسوس کہ بعض لوگوں نے معراج کے واقعہ کو صرف قصہ اور کہانی بنا کر رکھ دیا اور اس کے نام پر کئی طرح کی بد رسومات کے دروازے کھول دئے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے بذریعہ کشف ہی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی فضاء میں اسلام کا شاندار اور تابناک مستقبل دکھایا۔

دوران تقریر میں خاکسار نے بتایا کہ معراج شریف کا واقعہ ہمیں سبق دیتا ہے کہ ہم تمام مسلمان دن رات احیاء اسلام اور اس کی خدمت و اشاعت کی طرف توجہ کریں۔ اور اپنی قوم کے ہر خورد و کلاں مرد و زن میں ایسی پاک تبدیلی پیدا کریں کہ دنیا والے ہماری زندگی پر رشک کریں۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے نوجوان اور عامۃ المسلمین ارکانِ اسلام کی پابندی کا قطعی طور پر خیال نہیں کرتے۔ بہت بڑا فریضہ نماز کی ادائیگی ہے مگر عامۃ المسلمین میں سے کتنے ہیں جو پنجگانہ نمازوں کا التزام کرتے ہیں۔ حالانکہ خداوند قدوس نے جو عظیم تحفہ معراج کی رات اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا وہ پنجگانہ نمازوں ہی کا تھا۔ اور اس کی نسبت آپ نے فرمایا اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْن۔ پس کیا مسلمانوں کو کبھی اس کی طرف بھی توجہ پیدا ہوئی۔ اور جس جوش و خروش سے معراج شریف کی تقریب کو منانے کے لئے جمع ہوئے۔ یہی جوش و خروش پنجگانہ نمازوں میں دکھانے کے لئے تیار ہیں۔ اگر نہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ایسا نہیں ہو رہا تو ہمیں معراج کی تقریب منانے سے کیا حاصل؟۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسلمانوں میں پہلے اطاعت رسول کا جذبہ پیدا کیا جائے اور اس راہ پر قدم مارنے کیلئے توجہ پیدا کی جائے جس سے ہر مومن کے ذاتی معراج کا دروازہ کھلے جس کی بشارت رسول اللہ نے دی۔

خاکسار کی تقریر کے بعد ایک غیر احمدی عالم مکرم مولوی غلام نبی صاحب مولوی فاضل نے بھی اسی نہج پر پون گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ اور بدلائل قاطعہ ثابت کیا کہ حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج روحانی تھا نہ کہ جسمانی۔ آپ کی یہ عالمانہ تقریر بہت پسند کی گئی۔ مگر افسوس کہ اسی موقعہ پر آپ ہی کی تقریر کے بعد ایک شیعہ عالم نے پرانے ملّاؤں کی طرح معراج کا قصہ بیان کیا۔ اور پہلی تقاریر پر نکتہ چینی کرتے ہوئے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے معراج کو جسمانی ثابت کرنے کی لاحاصل کوشش کی۔ مگر عوام نے ان کی تقریر پر خاص توجہ نہیں دی۔ ان کی آدھ گھنٹہ کی تقریر کے مابعد ایک کالجیٹ نوجوان نے ان کے دلائل کی تردید کی اور موصوف نے عمل پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اگر ہم میں عمل اور کردار نہیں تو خالی معراج ہمیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔

الغرض اس طرح آج کی تقریب میں معراج شریف کے بارہ میں احمدی نقطۂ خیال کی پرزور تائید حاصل ہونے کے سامان ہوئے اور یہ تقریب بڑی خوشگوار فضاء میں اختتام پذیر ہوئی

فالحمد للہ علی ذالک

چک امرچھ (کشمیر) میں ایک جلسہ

مورخہ ۳۰ر دسمبر ۱۹۶۰ء کو بعد از نماز جمعہ انجمن احمدیہ چک امرچھ تحصیل کولگام (کشمیر) کا ایک اجلاس بصدارت راجہ غلام محمد خان صاحب منعقد ہوا۔ اور اجلاس میں مقامی مبلغ مولوی عبدالرحیم صاحب نے تقریر کی آپ نے بتایا کہ منشی رحمت اللہ خان صاحب سیکرٹری تبلیغ انجمن مذکور کی وفات کے بعد بعض مخالفین نے ظاہر کیا ہے کہ اب چک امرچھ کے احمدی مرتد ہو جائیں گے۔ یہ خیال وہم اور خوش فہمی کے سوا اور کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ خدا کی اس قائم کردہ جماعت کے سامنے خدا تعالےٰ کا مقرر کردہ عظیم مشن ہے۔ اور اس مشن کے ساتھ تائیدِ الٰہی شامل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر بھی مخالفین اور ان کے علماء اور دیگر زعماء نے ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا تھا۔ مگر دنیا کے مشاہدہ میں آ چکا ہے کہ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا۔ احرار کے زعماء نے اپنی اکثریت کے بل بوتے پر اس جماعت کو مٹانے کی وہ بڑی کوشش کی جس کی مثال نہیں ملتی۔ مگر ان کو بھی منہ کی کھانی پڑی۔

مخالفین بلکہ سے چوٹی کے علماء کو کھلے بندوں اس بات کا اعتراف کرنا پڑا ہے کہ احمدیت کی تنظیم عالم اسلام میں ایک واحد مضبوط اور زبردست تنظیم ہے۔ اس تنظیم کو خدا کے فضل سے بین الاقوامی شہرت حاصل ہو چکی ہے اکناف عالم میں اس جماعت کے مضبوط مراکز قائم ہو چکے ہیں۔ یہ سب خدا کا فضل ہے۔ اور اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ اس جماعت کا قیام خدا کے ہاتھ سے عمل میں آیا اس لئے جماعت کے کسی فرد کی وفات سے جماعت کی ترقی اور اس کے عروج میں قطعاً کوئی فرق نہیں آ سکتا یہ اس خدا کی جماعت ہے جس پر فنا نہیں۔ اس لئے وہ اس کی ترقی اور سربلندی کے سامان کرتا چلا جائیگا۔ اور جماعت کے نکتہ چین اور حاسد ہمیشہ ناکام و نامراد ہوں گے۔ انشاء اللہ

اس تقریر کے بعد منشی رحمت اللہ خان صاحب مرحوم کی وفات پر مقامی جماعت کی طرف سے قرار دادِ تعزیت پاس ہوئی اور مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی گئی

خاکسار نصیر الدین
سیکرٹری مال لوکل انجمن چک امرچھ

درخواست دعا:۔ میری والدہ صاحبہ بہت عرصہ سے بعارضہ کینسر بیمار چلی آ رہی ہیں۔ اب صحت بہت گر گئی ہے احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں

خاکسار نذیر احمد شیلو درویش قادیان

تحریک چندہ درویش فنڈ کی طرف خاص توجہ کی ضرورت

موجودہ مالی سال کے شروع میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے تاکیدی ارشاد بابت اضافہ آمد کے مطابق درویش فنڈ کی تحریک کا از سرِ نو اجرا کر کے پیشتر ازیں ایک سے زیادہ مرتبہ مخلصینِ جماعت کو اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے۔ لیکن آج تک آمدہ وعدہ جات اور وصولی کی رفتار متوقع بجٹ آمد درویش فنڈ کے مطابق نہیں ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ احبابِ جماعت اس تحریک کی اہمیت اور ضرورت کے مطابق اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر فرض شناسی کا ثبوت دیں اور اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

ماہ نومبر ۱۹۶۰ء میں جن دوستوں کی طرف سے درویش فنڈ میں وصولی ہوئی ہے اسکی فہرست اسم وار ذیل میں بغرضِ دعا شائع کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان تمام دوستوں کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے اور جن دوستوں نے تا حال اس تحریک میں حصہ نہیں لیا ان کو بھی اس بابرکت تحریک میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ماہ دسمبر میں وصول ہونے والی دوسری رقوم کی فہرست جلد ہی شائع کرائی جائیگی۔

ناظر بیت المال قادیان

۱۔ مکرم آفتاب الدین صاحب کرنگ ۴-۰-۰
۲۔ ” عجب لعل خان صاحب ” ۵-۰-۰
۳۔ ” معین الدین خان صاحب ” ۳-۰-۰
۴۔ ” شیخ مصاحب خان صاحب ” ۱-۰-۰
۵۔ ” حوا بی بی صاحبہ ” ۱-۰-۰
۶۔ ” تبارک احمد صاحب ” ۱-۰-۰
۷۔ ” ملک عبدالرحمٰن صاحب بھدرواہ ۳-۰-۰
۸۔ ” صدیق امیر علی صاحب سونگرال ۱۰۰-۰-۰
۹۔ ” احمد جبین صاحب ” ۵-۰-۰
۱۰۔ ” بی فاطمہ اہلیہ صدیق امیر علی صاحب ” ۲۵-۰-۰
۱۱۔ ” حلیم بی بی اہلیہ ثانی ” ” ” ۱۰-۰-۰
۱۲۔ ” بچگان ” ” ” ۵-۰-۰
۱۳۔ ” صبغۃ اللہ صاحب جگور ۱۰-۰-۰
۱۴۔ ” محمد شفیع اللہ صاحب ” ۲-۰-۰
۱۵۔ ” ڈاکٹر محمد امام صاحب ” ۲-۰-۰
۱۶۔ ” محمد حسن صاحب ” ۲-۰-۰
۱۷۔ ” محمد سلطان غوث صاحب ماریشس ۱۰۰-۰-۰
۱۸۔ ” پی احمد علی صاحب مرکرہ ۶-۰-۰
۱۹۔ ” مرزا امیر بیگ صاحب گونڈہ ۰-۵۰
۲۰۔ ” سیٹھ یوسف احمد الدین صاحب سکندرآباد ۲-۰-۰
۲۱۔ ” سید حسن صاحب کاچی گوڑہ ” ۱۵-۰-۰
۲۲۔ ” سید جہانگیر علی صاحب ملک پیٹ ” ۷-۰-۰
۲۳۔ ” غلام قادر صاحب شرق ” ۵-۰-۰
۲۴۔ ” سید جہانگیر علی صاحب کاچیگوڑہ ” ۱۵-۰-۰
۲۵۔ ” سید عمر صاحب ” ۱۵-۰-۰
۲۶۔ ” بیگم سید حسن صاحب کاچیگوڑہ ” ۱۵-۰-۰
۲۷۔ ” صفیہ بیگم غلام قادر صاحب شرق ۱-۰-۰
۲۸۔ ” نور الدین صاحب دکیل خورالور ۵-۰-۰
۲۹۔ احمدی بیگم زوجہ محمد اسمٰعیل صاحب نوری ۰-۵۰
۳۰۔ ” فاطمہ بیگم اہلیہ سیٹھ عبدالحی صاحب یادگیر ۱-۰-۰
۳۱۔ ” بشیر احمد صاحب گلبرگہ ” ۳-۰-۰
۳۲۔ ” عبدالکریم صاحب رائچور ۵-۰-۰
۳۳۔ ” حاجی ایم شریف احمد صاحب کویت ۴۰-۲۵
۳۴۔ ” پی احمد صاحب پینگاڑی ۱-۵۰
۳۵۔ ” ایچ ابراہیم صاحب کنی ۶-۰-۰
۳۶۔ ” مبارک احمد صاحب موسیٰ بنی مائینز ۲-۰-۰
۳۷۔ ” شیخ ابراہیم صاحب ” ۳-۰-۰
۳۸۔ مکرم منظور احمد صاحب جھپال وائنچ ٹیز ۲-۰-۰
۳۹۔ ” ڈپٹی محمد ایوب صاحب ” ۱۰-۰-۰
۴۰۔ ” سید مشتاق احمد صاحب ” ۴-۰-۰
۴۱۔ ” سید محی الدین احمد صاحب ” ۳۰-۰-۰
۴۲۔ ” شہاب احمد صاحب ” ۱-۵۰
۴۳۔ ” مختار احمد صاحب ایاز مشرقی افریقہ ۷-۹۵
۴۴۔ ” سیدہ اختر صاحبہ کسومو ” ۱۲-۳۹
۴۵۔ ” از جماعت احمدیہ سنگھ گھنو ۲-۰-۰
۴۶۔ ” ایم لطیف الرحمٰن صاحب بنگال ۱۳-۷۵
۴۷۔ ” سید منظور احمد صاحب بھینشیر ۱-۰-۰
۴۸۔ ” سیٹھ بشیر الدین صاحب حیدرآباد ۲۵-۰-۰
۴۹۔ ” سید مصطفےٰ صاحب ” ۲۵-۰-۰
۵۰۔ ” محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی ” ۲-۰-۰
۵۱۔ ” احمد اللہ بیگ صاحب ” ۱-۰-۰
۵۲۔ ” سید غوث صاحب ” ۰-۵۰
۵۳۔ ” بہادر خان صاحب کرڑالی ۵-۰-۰
۵۴۔ ” محمد عبداللہ صاحب بٹ رشی نگر ۸-۰-۰
۵۵۔ ” جبار خان صاحب کرڑالی ۱-۰-۰
۵۶۔ ” شیخ جمعہ صاحب ” ۱-۰-۰
۵۷۔ ” بدر النساء نواب بیگم صاحبہ ” ۲-۰-۰
۵۸۔ ” عبدالباری صاحب ” ۱-۰-۰
۵۹۔ ” حمید خان صاحب ” ۲-۰-۰
۶۰۔ ” عثمان خان صاحب ” ۵-۰-۰
۶۱۔ ” شمشیر خان صاحب ” ۱-۰-۰
۶۲۔ ” شیخ رحیم خان صاحب ” ۰-۵۰
۶۳۔ ” صاحب خان صاحب ” ۱-۰-۰
۶۴۔ ” مصاحب خان صاحب ” ۰-۵۰
۶۵۔ ” شریفاً بی بی صاحبہ ” ۱-۰-۰
۶۶۔ ” نور جہاں صاحبہ ” ۱-۰-۰
۶۷۔ ” شیخ طاہر الدین صاحب ” ۱-۵۰
۶۸۔ ” محمد صدیق صاحب سیکرٹری مال ۵-۰-۰
۶۹۔ ” شیخ ہزاری صاحب ” ۱-۰-۰
۷۰۔ ” طاہرہ بی بی صاحبہ ” ۷-۰-۰
۷۱۔ ” محمد ایوب صاحب ” ۱-۰-۰
۷۲۔ ” شیخ شکور صاحب ” ۱-۰-۰
۷۳۔ از جماعت احمدیہ سیتمو گہ ۱۰-۵۰
۷۴۔ ” ” ” جمشید پور ۱-۲۵
۷۵۔ مکرم سید عدالت علی صاحب سونگڑہ ۱-۰-۰
۷۶۔ ” ” علام الدین صاحب ” ۱-۰-۰
۷۷۔ ” ” سید محی الدین صاحب ” ۰-۵۰
۷۸۔ ” عبدالعلیم خان صاحب ” ۲-۰-۰
۷۹۔ ” ” مبشر الدین صاحب ” ۲-۵۰
۸۰۔ ” ” مذکر الدین صاحب ” ۲-۵۰
۸۱۔ ” ظفر احمد صاحب بی کام پریدورگ ۱-۰-۰
۸۲۔ ” عبدالحلیم صاحب ” ۶-۰-۰
۸۳۔ ” محمد شفیع صاحب اکبر پوری کانپور ۲-۰-۰
۸۴۔ ” حبیب اللہ خان صاحب ” ۳-۰-۰
۸۵۔ ” ایس اے صالح صاحب ادیم پی ۱-۰-۰
۸۶۔ ” شیخ احمد صاحب گلشن آباد بمبئی ۵-۰-۰
۸۷۔ ” پی عبدالرزاق صاحب صدر ” ۱۵-۰-۰
۸۸۔ ” پولوحسن صاحب بھونڈی ” ۱۰-۰-۰
۸۹۔ ” سردار حسین صاحب ” ۱۰-۰-۰
۹۰۔ ” محمد سلیمان صاحب چابی دالا ” ۱۵-۰-۰
۹۱۔ ” پی عبدالحمید صاحب ” ۵-۰-۰
۹۲۔ ” پی محی الدین صاحب ” ۵-۰-۰
۹۳۔ مکرم پی حبیب احمد صاحب بمبئی ۲-۰-۰
۹۴۔ ” پی عبدالجبار صاحب ” ۰-۵۰
۹۵۔ ” [illegible] ” ۱-۰-۰
۹۶۔ ” امۃ الحفیظ صاحبہ ” ۱-۰-۰
۹۷۔ ” عبدالجبار صاحب ” ۱-۰-۰
۹۸۔ ” شیخ [illegible] صاحب ” ۱۰-۰-۰
۹۹۔ ” شیخ سلطان احمد صاحب چک سکن ۱-۰-۰
۱۰۰۔ ” عبدالمجیب صاحب ” ۱-۰-۰
۱۰۱۔ ” بابو ظہیر الدین صاحب ” ۰-۲۵
۱۰۲۔ ” مولوی ابراہیم صاحب بیاپورہ ۹-۰-۰
۱۰۳۔ ” مبارکہ بیگم صاحبہ ” ۱۹-۷۰
۱۰۴۔ ” مرزا آدم علی بیگ صاحب یادگیر ۱۰۰-۰-۰
۱۰۵۔ ” عبدالقادر خان صاحب ” ۲-۰-۰
۱۰۶۔ ” شیخ عبدالعزیز صاحب بھدرک ۵-۰-۰
۱۰۷۔ ” شمشیر صاحب عرف قمر ” ۵-۰-۰
۱۰۸۔ ” محمد حسن صاحب ” ۳-۰-۰
۱۰۹۔ ” فقیر محمد صاحب ” ۷-۰-۰

صدقات

صدقہ و خیرات صرف روحانی بیماریوں کا ہی علاج نہیں بلکہ جسمانی اور ظاہری تکالیف اور مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔
صدقات کی رقوم بھی محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجوائی جانی چاہئیں۔

ناظر بیت المال قادیان

اعلان معافی

مکرم سیٹھ خیر الدین صاحب آف لکھنؤ کے خلاف بعض مرکزی ہدایات کی عدم تکمیل کی بنا پر ان کے اخراج از جماعت کا اخبار بدر میں اعلان شائع کیا گیا تھا۔ اب ان کی وفات کے بعد ان کے لڑکے بشیر احمد صاحب نے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ بابرکت میں معافی کے لئے لکھا تو حضور نے ازراہ کرم فرمایا

”معاف کرتا ہوں اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اور بخشش فرمائے۔ فوت شدہ کا معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے“

احبابِ جماعت کی اطلاع کے لئے یہ اعلان شائع کیا جا رہا ہے

ناظر امور عامہ قادیان

احباب ۲۹ ر رمضان نوٹ فرمالیں

بدر کی گذشتہ اشاعت میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ ۳۱ ر مارچ تک تحریک جدید کے موجودہ مالی سال (۲۷) کے وعدے سو فیصد ادا کرنے والے احباب کی فہرست سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ بابرکت میں بغرض دعا بھجوائی جائے گی

لیکن چونکہ رمضان کا مہینہ بہت سی آسمانی برکتوں کا حامل ہوتا ہے اور اس ماہ میں مؤمنین کے قلوب خاص روحانی کیف میں ہوتے ہیں اور دلوں میں گداز اور قربانی اور سپردگی کا جذبہ پایا جاتا ہے اور یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ رمضان میں بہت سے احباب دوسری روحانی لوٹ کے ساتھ یہ نیکی بھی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے کہ وہ اپنے سالِ رواں کے وعدے سو فیصد ادا کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔ اس لئے ۳۱ ر مارچ سے پہلے بھی ایک فہرست ایسے مخلصین کی حضور انور کی خدمت میں بغرض دعا بھیجی جائے گی جو ۲۹ ر رمضان المبارک تک اپنا سو فیصد وعدہ ادا فرما دیں گے۔ انشاء اللہ

افسر تحریک جدید قادیان

زکوٰۃ

اگر آپ اپنے مال میں ترقی چاہتے ہیں تو زکوٰۃ ادا کر کے اپنے مال کا تزکیہ کریں۔ یہ ایسا تیر بہدف نسخہ ہے جو تیرہ سال سے کبھی خطا نہیں ہوا۔ آپ زکوٰۃ ادا کر کے غریبوں بیماروں محتاجوں اور مستحقین کی امداد کریں گے اور ان سب کی دلی دعائیں آپ کے حق میں ہونگی۔ اور غریب کے دل سے نکلی ہوئی دعا ہی آپ کے اموال میں ترقی کا باعث بنے گی۔ انشاء اللہ

ناظر بیت المال قادیان

خبریں

نئی دہلی ۲۱ جنوری۔ حسب پروگرام ملکہ برطانیہ کل صبح دس بجکر پچاس منٹ پر بھارت کے دورہ کے لئے یہاں پہنچ گئیں۔ آپ کے ہمراہ آپ کے شوہر ڈیوک آف ایڈنبرا ہیں۔ پالم کے ہوائی اڈے پر جونہی ملکہ برطانیہ کا ہوائی جہاز اترا اس جگہ آئے ہوئے ہزاروں آدمیوں نے پر جوش استقبال کیا۔ مرکزی وزراء سفارتی نمایندوں اور دوسرے معززین کے ساتھ رسمی تعارف کرنے اور فوجی دستوں کی سلامی لینے کے بعد موٹروں کے جلوس میں راشٹر پتی بھون کو روانہ ہو گئیں۔ گیارہ میل لمبے راستہ پر سڑکوں کے دونوں طرف ملکہ کے استقبال کے لئے لاکھوں لوگ موجود تھے۔ ملکہ جب راشٹر پتی بھون کے دروازہ پر پہنچیں تو راشٹر پتی کی پوتیوں نے ان کا گلدستوں کے ساتھ استقبال کیا۔

حصولِ آزادی کے بعد یہ پہلا موقعہ ہے کہ کوئی برطانوی حکمران بھارت کے دورہ پر آیا ہے۔ ہوائی اڈے پر استقبال کا سارا کام بڑے منظم طریقہ پر ہوا۔ راشٹر پتی نے ہوائی اڈے پر (جہاں پندرہ ہزار آدمیوں کے بٹھانے کا انتظام کیا گیا تھا) استقبالیہ تقریر کی۔ ملکہ نے نہایت شیریں الفاظ اور مختصر الفاظ میں اس استقبال کے لئے شکریہ ادا کیا اور اعلان کیا کہ وہ برطانوی باشندوں کی طرف سے اہلِ بھارت کے لئے خیر سگالی کا پیغام لائی ہیں۔

راج بھون میں دوپہر کو چائے پینے اور کھانا کھانے کے بعد ملکہ نے گاندھی جی کی سمادھی پر گلاب کے سفید پھولوں کا ہار چڑھایا۔

کل رات راشٹر پتی بھون میں ملکہ کے اعزاز میں جو پہلی ضیافت ہوئی اور جانبین سے صحت کے رسمی جام تجویز کئے گئے اس موقعہ پر راشٹر پتی نے تقریر کرتے ہوئے بھارت اور برطانیہ کے قدیم تعلقات کا ذکر کیا اور حصولِ آزادی کے بعد کامن ویلتھ سے اپنی وابستگی اور کامن ویلتھ کے ممالک کی بھارت کو امداد کا ذکر کیا اور بتایا کہ درگا پور میں برطانیہ کے تعاون سے ہم لوہے کا بہت بڑا کارخانہ قائم کر رہے ہیں۔ یہ ہمارے سلسلہ تعاون کی ایک نہایت موثر مثال ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے اس دورہ سے بھارت اور برطانیہ کی دوستی اور بڑھے گی۔

ملکہ برطانیہ نے "آئی تھینک یو مسٹر پریذیڈنٹ" کے الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر شروع کی۔ اور مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا۔ ملکہ نے کہا کہ بھارت نے ری پبلک بننے کے بعد پہلے دس برسوں میں بڑی اہم ترقی کی ہے اور امید ظاہر کی کہ بھارت اپنی دانشمندی کی قدیم قدروں کے ساتھ سائنسی اور فنی ترقی کے امتزاج سے دنیا کے لئے ایک [illegible] مثال بن جائیگا۔ ملکہ نے بھارت کی آزادی سے قبل اور بعد کے برطانوی باشندوں کے ساتھ گہرے تعلقات کا اچھے الفاظ میں ذکر کیا اور کہا بیسویں صدی کے اس نصف حصہ میں ساری دنیا میں انسانی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے بڑی جد وجہد ہوئی ہے۔ آپ کے یہاں جو تعمیری کام ہو رہا ہے برطانیہ اور کامن ویلتھ کے دوسرے ممبروں نے اس میں امداد دینے کی کوشش کی ہے۔ ملکہ نے اپنی تقریر ان الفاظ کے ساتھ ختم کی:۔ اور اب میں مسٹر پریذیڈنٹ آپ کے لئے اور بھارت کے لوگوں کی صحت کے لئے جام اٹھاتی ہوں۔

جے پور۔ ۲۳ جنوری۔ برطانیہ کی ملکہ الزبتھ اور ان کے شوہر ڈیوک آف ایڈنبرا پرنس فلپ آج تین دن کے دورہ پر جے پور پہنچ گئے۔ راستہ پر بڑی تعداد میں موجود لوگوں نے آپ کا استقبال کیا۔

واشنگٹن۔ ۲۲ جنوری۔ پرسوں ۲۰ جنوری کو نئے منتخب شدہ سب سے چھوٹی عمر کے صدر نے سب سے بڑی عمر کے صدر سے امریکہ کی صدارت کا باضابطہ طور پر چارج لے لیا۔ یہ تقریب بڑی دھوم دھام سے منائی گئی۔ امریکہ کے نئے صدر مسٹر کینیڈی نے اپنا عہدہ سنبھالنے کے بعد صدر کی حیثیت سے جو پہلی تقریر کی اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ صدر کینیڈی نے روس کے ساتھ نئے سرے سے بات چیت کا دروازہ کھول دیا ہے۔

نئی دہلی ۲۳ جنوری۔ پردھان منتری پنڈت نہرو نے اپنے عہدہ سے ریٹائر ہونے کی خواہش کا جو اظہار کیا ہے۔ اس کے متعلق طرح طرح کی قیاس آرائیاں شروع ہو گئی ہیں۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ پنڈت نہرو نئے انتخابات سے پہلے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھا سکتے۔ اور وہ یا تو نئے انتخاب میں خود بطور امیدوار حصہ ہی نہ لیں گے یا چناؤ کے بعد مضبوط کانگرس قائم کرنے کے بعد اپنا عہدہ چھوڑ دیں گے اور خود کانگریس کو مضبوط بنانے کی طرف متوجہ ہوں گے۔

نئی دہلی ۲۳ جنوری۔ ہندوستان کی تحریک آزادی کی تاریخ کی پہلی جلد اس [46]

[46] برس یوم جمہوریہ کی تقریب پر شائع کی جا رہی ہے یہ جلد ۱۸۵۷ء سے ۱۹۰۵ء کے عرصہ پر مبنی ہے۔

مدراس ۲۳ جنوری۔ چین کی طرف سے بھارت کا بہت سا علاقہ ہڑپ کئے جانے کے بعد برما نے چین کے ساتھ اپنا سرحدی تصفیہ [46]

[46] اس طریقے سے کیا کہ بھارت کے ۵۷ مربع میل علاقہ کو چین کا علاقہ تسلیم کر لیا۔ اب مدراس اسمبلی میں انکشاف کیا گیا کہ رامیشورم کے نزدیک ایک چھوٹے سے جزیرہ کی ملکیت کے بارے میں بھارت اور لنکا میں جھگڑا چل رہا ہے۔

سانحہ ارتحال

قادیان ۲۴ جنوری۔ افسوس مکرم مولوی عبد القادر صاحب دہلوی درویش قادیان کی خوشدامن محترمہ ام حبیب صاحبہ آج یہاں ساڑھے چھ بجے شب ناگہانی طور پر ستر سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت اور اپنے دو بچوں (مکرم بشیر احمد صاحب و مکرم سعید احمد صاحب) سے ملاقات کی غرض سے مورخہ ۲۴ دسمبر کو درویشان کے قافلہ کے ہمراہ گئی تھیں اور ایک ماہ قیام کے بعد آج پانچ بجے شام کی گاڑی واپس پہنچی تھیں سوائے پیرانہ سالی کے اور کسی طرح کی تکلیف نہ تھی مگر گھر پہنچتے ہی اچانک طبیعت خراب ہو گئی اور باوجود فوری طبی امداد پہنچ جانے کے جانبر نہ ہو سکیں۔

اس موقعہ پر ادارہ بدر مکرم مولوی عبد القادر صاحب اور انکی اہلیہ صاحبہ اور مرحومہ کے ہر دو بچوں کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اللہ تعالیٰ سب کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ احباب جماعت مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے آمین۔

مردم شماری کے متعلق ضروری اعلان

احباب کو علم ہے کہ ماہ فروری میں ہندوستان بھر کی مردم شماری ہو رہی ہے۔ اس موقعہ پر احباب سرکاری ہدایات کے ماتحت جملہ کوائف پوری توجہ اور صحت سے درج کروائیں اور اپنے آپ کو احمدی مسلمان لکھوائیں نیز جن احباب کو اردو زبان آتی ہے (اور امید ہے کہ سوائے معدودے چند احمدیوں کے اکثر احمدی اردو زبان جانتے ہیں کیونکہ ہماری مذہبی کتب اکثر اسی زبان میں ہیں) وہ سب اپنی مادری یا ثانوی زبان، جیسی بھی صورت ہو، اردو لکھوائیں۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی اس بارے میں تاکید کریں تا کہ اردو زبان کو اس کا جائز حق دستور ہند کے مطابق ملے

احباب و عہدیداران جماعت پوری توجہ سے مردم شماری کے موقعہ پر جملہ افراد کے اسماء درج کروائیں۔ یہ ایک ملکی اور قومی خدمت ہے۔

ناظر امور عامہ قادیان

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کی وفات پر

تعزیتی قرار دادیں

۱۔ جماعت احمدیہ پشاور:۔ جماعت احمدیہ پشاور حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کی وفات پر گہرے رنج و غم اور قلبی دکھ کا اظہار کرتی ہے۔ بھائی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شیدائی صحابی اور سلسلہ کی تاریخ میں ایک نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی اسلام کے لئے وقف کی ہوئی تھی اور اسی پر آپ کا خاتمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایک نورانی شمع ہمیشہ کے لئے بجھ گئی۔ یہ صدمہ جہاں مرحوم کے لواحقین کے لئے باعث رنج و غم ہے وہاں جماعت کیلئے بھی بڑے نقصان کا موجب ہے۔ جماعت احمدیہ پشاور مرحوم کی اہلیہ صاحبہ اور بچوں سے ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے۔ اور جماعت کے افراد کو اس خلا کے پر کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

خاکسار مولا بخش جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ پشاور

۲۔ جماعت احمدیہ گنج مغلپورہ لاہور:۔ حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ و حضرت مولوی ابو البشارت عبد الغفور صاحب کی وفات پر جماعت احمدیہ گنج مغلپورہ لاہور گہرے افسوس کا اظہار کرتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں ان کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو

محمد ایوب جنرل سیکرٹری گنج مغلپورہ

۳۔ جماعت احمدیہ سانڈھن یوپی:۔ بذریعہ بدر حضرت بھائی جی رضی اللہ عنہ کی وفات کا علم ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جماعت احمدیہ سانڈھن اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتی ہے اور مرحوم کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے۔

خاکسار رفیق محمد اسلم مبلغ سانڈھن

درخواست دعا:۔ میری طبیعت کئی مہینے سے خراب ہے پیٹ کی تکلیف ہے۔ دل کی دھڑکن بھی تیز رہتی ہے میری اہلیہ بھی بیمار ہے۔ ہم دونوں کی شفا یابی اور مالی پریشانی کے ازالہ کیلئے دعا فرمائیں۔ محمد لطیف الرحمٰن احمدی

چودہ کلاٹ اڑیسہ